Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

حسنِ انتخاب

(انشائیہ، مضامین)

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

حُسنِ انتخاب

(انشائیہ ،مضامین)

مصنف

ڈاکٹر فلک فیروز

کِتابی دُنیا دھلی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

©جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ!

HUSN-E-INTEKHAB
by
DR. FALAK FAYROOZ

Year of Edition: 2023
ISBN : 978-93-95443-13-5
Price Rs. 370.00

نام کتاب	:	حُسنِ انتخاب (انشائیہ، مضامین)
مصنف و ناشر	:	ڈاکٹر فلک فیروز
پتہ	:	حاجن، بانڈی پورہ جموں و کشمیر
رابطہ	:	8825001337
سال اشاعت	:	۲۰۲۳ء
تعداد اشاعت	:	۵۰۰
طباعت	:	روشان پرنٹرس۔ دہلی
قیمت	:	۳۷۰ روپے

Kitabi Duniya
1955, Gali Nawab Mirza, Mohalla Qabristan,
Opp. Anglo Arabic School, Turkman Gate, Delhi-110006 (INDIA)
Mob: 9313972589, 8929421423,
E-mail:kitabiduniya@gmail.com
kitabiduniya@rediffmail.com

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

انتساب

اپنی شریک حیات طاہرہ احمد

اور

فرزند احمد اعزاز میر

کے

نام۔۔۔۔

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

فہرست

نمبر شمار	نام انشائیہ \ مضمون	صفحہ نمبر
ا	حُسنِ انتخاب۔۔۔۔۔۔فلک فیروز	7
ب	حُسنِ انتخاب میری نظر میں۔۔ پروفیسر اعجاز محمد شیخ	8
ج	حُسنِ انتخاب : فلک فیروز کی کامیاب انشائیہ نگاری ۔۔۔۔۔شفیع احمد	13
د	تاثرات.........ڈاکٹر عرفان رشید	19
1	تیری تلاش میں اک دل کدھر کدھر کرے	23
2	بے بسی میں آتا ہے خدا یاد اکثر	27
3	تصور سے تصویر تک	34
4	بے قراری کا سبب بننے لگی دانشوری	39
5	سفر آدم کا پابندی سے سرکشی تک	43
6	یہ اعجاز ہے حسن آوارگی کا	48
7	صفحہ کاغذ پر جب موتی لٹاتا ہے قلم	54
8	نظر اور نظریہ	60
9	معشوق مزاجی جسے کہا جائے	66
10	تیرے خیال کے درو دیوار بناتے ہیں	71
11	عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب	77

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

12	پردہ داری ہی پردہ داری ہے	85
13	اور وہ سمجھے نہیں یہ خاموشی کیا چیز ہے	91
14	عجب ہے یہ دل کے موسم بھی	98
15	فیملی فوٹو سے سیلفی فوٹو تک	105
16	زبان کی جمالیات	110
17	یقین کا سلسلہ اوہام تک ہے	118

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

حُسنِ انتخاب

تیری جفا کا فلک سے نہ تذکرہ چھیڑا
ہنر کی بات کسی کم ہنر سے کیا کرتے

انور مسعودؔ

''حُسنِ انتخاب'' کے عنوان سے مضامین اور انشائیوں کا یہ مجموعہ راقم الحروف کے وہ خیالات ہیں جو اکثر مجھے سوچنے پر مجبور کرتے تھے بلکہ صفحہ قرطاس پر لانے کے لیے اُکساتے رہتے تھے اور نتیجے کے طور پر یہ عام خیالات ''حُسنِ انتخاب'' کی صورت میں سامنے آگئے جو کتابی صورت میں آپ کے لیے پیشِ خدمت ہے یہ کہنا ضروری سمجھتا ہو کہ یہ کتاب تاخیر سے شائع ہورہی ہے۔اس کتاب میں موجود مواد مختلف اوقات پر تحریر کیا گیا ہے۔کچھ مضامین ایسے ہیں جو طالبِ علمی کے زمانے میں رقم ہوئے ہیں اور متعدد ایسے ہیں جو گذشتہ تین برسوں کے اندر صفحہ قرطاس پر اپنی جگہ پا گئے ہیں۔حُسنِ انتخاب کی اشاعت کے لیے جن اشخاص کا شکریہ ادا کرنا لازمی ہیں ان میں میرے اساتذہ (جنہوں نے مجھے لکھنا پڑھنا سکھایا) خاص طور پر اعجاز محمد شیخ جنہوں نے اس کتاب کا مقدمہ تحریر کیا ہے، شفیع احمد جنہوں نے فکروفن کے آئینے میں کتاب پر خوبصورت تجزیہ کیا، میرے والدین (جنہوں نے میری پروش کی)، میری اہلیہ اور فرزند، میرے قریبی دوست اور ہمنوا ساتھی جنہوں نے گر کر سنبھلنا سکھایا اور بلخصوص ڈاکٹر عرفان رشید جنہوں نے ہر سطح پر حُسنِ انتخاب کو تکنیکی سطح پر حُسن سے مالا مال کیا۔

اُمید ہیں کہ آپ ان تمام مضامین کو پڑھ کر اپنے زرین خیالات سے ہمیں ضرور نوازیں گے

شکریہ

فلک فیروزؔ

falakfayrooz@gmail.com/8825001337

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

حُسنِ انتخاب میری نظر میں

جنت بے نظر وادیٔ کشمیر لسانی طور بھی ایک پر کشش اور زرخیز کثیر لسانی خطہ ہے جہاں ہند آریائی، ہند ایرانی، تبّتی برمی اور درد خاندان السنہ سے تعلق رکھنے والی زبانوں کی ایک کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ اردو زبان ان زبانوں میں ایک منفرد اور اعلیٰ مقام کی حامل ہے۔ ۱۸۸۹ء میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کے دور میں غیر منقسم جموں وکشمیر کی سرکاری زبان کا درجہ پانے کے بعد اردو جموں وکشمیر کے لسانی نقشہ پر غالب زبان کے طور چھائی رہی اور جموں وکشمیر کے لیے رابطہ زبان (Lingua Franca) کا کام کرتی رہی۔ ادبی لحاظ سے بھی اس زبان کا وسیع استعمال ہوتا رہا اور جموں وکشمیر سے تعلق رکھنے والے فاضل ادباء وشعراء کا ایک کارواں وجود میں آیا جو آج بھی شدومد سے جاری وساری ہے۔ ڈاکٹر فلک فیروز اس کارواں سے جڑے ایک ہونہار اور لائق وفائق فرد کا نام ہے جو اپنی بساط کے مطابق اردو زبان وادب کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

ڈاکٹر فلک فیروز ایک کالم نویس، محقق، نقاد اور ادیب ہیں اور خوبصورت انشائیے لکھتے ہیں۔ ''حُسنِ انتخاب'' فلک فیروز کے انشائیوں اور مضامین کا مجموعہ ہے۔ مذکورہ مجموعہ میں متنوع موضوعات پر مضامین شامل ہیں جن کے ذریعے ڈاکٹر فیروز انسان اور سماج سے جڑے مسائل کو اپنے قلم کے ذریعے نہ صرف ابھارتے ہیں بلکہ سماج کو آئینہ دکھانے کا کام بھی کرتے ہیں۔ بہت ہی سلیس اور بے تکلف انداز اپناتے ہوئے فلک فیروز گیرائی اور گہرائی سے بھرپور انمول اور اثر انگیز باتیں قارئین تک پہنچانے میں کامیاب

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہو جاتے ہیں۔خاموشی کے حوالے سے یہ عبارت دیکھیے:

"خاموشی ایک لاجواب شے ہے جو کبھی ہزار سوالوں کا ایک ہی جواب ہوتی ہے اور کبھی ہزار سوالوں کو جنم دیتی ہے۔ خاموشی میں کبھی سوال کے ہاں میں جواب پوشیدہ ہوتا ہے اور کبھی اِنکار کا زار چھپا ہوتا ہے۔ خاموشی ایک دریا ہے جس کی گہرائی کا اندازہ لگانا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن عمل ہے۔"

ان مضامین میں کہیں کہیں مصنف سماج پر بھرپور انداز سے طنز کرتے ہوئے بھی دکھائی دیتے ہیں۔ دانشور لفظ کو لے کر دانشور طبقہ پر کیے گئے چوٹ کو ذرا ملاحظہ کریں:

"دانشور حضرات کی کہیں قسمیں ہیں جو دانش سے کام تو لیتے ہیں لیکن عوام سے رابطہ مظبوط نہیں کر پاتے ہیں جس کی وجہ سے دانش وروں کی دانش لٹ جاتی ہیں کچھ دانش ور ایسے ہوتے ہیں جو عقل رکھتے تو نہیں ہیں لیکن اس ہر کمزوری کا فائیدہ حاصل کرتے ہیں جہاں سے ان کی دانش ثابت ہوتی ہے اور وہ دانشور کہلائے جاتے ہیں۔ کچھ دانشور ایسے ہوتے ہیں جو دوسرے لوگوں کے مطالعات، خیالات، تجربات، مشاہدات چرا کر بغیر حوالہ جات کے اپنی عیاری سے عوام تک پہنچاتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ صاحب علم

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

دانش ور ہے۔اپنی دانشوری کو سرِ عام عیاں نہ کرنے
والے دانش ور اعلیٰ قسم کے دانش ور تصوّر کیئے جا سکتے
ہیں جو حاصل شدہ علوم کو دوسروں تک پہنچانے کو گناہ
تصور کرتے ہیں اور بعض اوقات علوم کو محفوظ الماریوں
میں مقید رکھتے ہیں۔۔۔ان دانشوروں سے بھی ملیے
جن کے یہاں نہ کوئی دانش ہوتی ہے اور نہیں مفکری کا
کوئی خاص سلیقہ بلکہ انہیں لوگ بات بات پر فتوری کا
خاص لقب عطا کرتے ہیں۔''

ایک انشائیہ نگار کو الفاظ کے استعمال کا سلیقہ بھی آنا چاہیے۔الفاظ کے مناسب اور موزوں استعمال سے نہ صرف ایک تحریر دلکش اور اثر انگیز بنتی ہے بلکہ معنی کی مختلف جہات بھی اس سے وا ہوتی ہیں۔فلک فیروز الفاظ کے صحیح استعمال میں اچھی مہارت رکھتے ہیں۔اس ضمن میں

''جب قلم فیصلہ صادر کرنے والے لوگوں کے
ہاتھ میں آتا ہے تو موت اور زندگی کا تعین کرتا ہے یہی
قلم جب حساب لکھنے والے فرشتوں کے ہاتھ آتا ہے تو
آدمی گناہ اور ثواب کے ترازو میں لٹک جاتا ہے اور
آخرت کے لیے قلمبند ہو جاتا ہے۔۔۔بے نام موت
کی تحقیق اور تفتیش شروع ہو جاتی ہے تو سارا کام قلم
سے کیا جاتا ہے جس کی تحقیقی لہریں اپنے اندر لاکھ
اشکالات رکھتی ہیں جس کی بنیاد پر موٹی فائلیں وجود میں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

آتیں ہیں اور اس سے کام آگے بڑھتا ہے۔جس میں قلم کی سیاہی نہایت اہم رول نبھاتی ہے۔اس کو شرف حاصل ہے کہ یہ ہزار طرح کے روپ اختیار کرتا ہے جس سے چاہئے عزت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہئے بربادی کی طرف لے جاتا ہے اور جس ہاتھ سے قلم چھوٹ جاتا ہے وہ ہمیشہ کے لئیے خالی رہتا ہے قلم کے اہداف کسی بھی صورت میں مقرر نہیں ہے بلکہ اس کے اہداف لامحدود ہے قلم کسی کے سر کو قلم کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے اور کسی کے خطاؤں کو سر قلم کرنے کا وصف بھی رکھتا ہے۔

الفاظ کے تکرار کو بھی کافی جگہوں پر خوبصورتی اور معنی انگیز انداز میں بھرتا گیا ہے۔اس ضمن میں پردہ کے فنکارانہ تکرار کا مشاہدہ کریں:

"کبھی اچھائی کو چھپانے کی خاطر اور کبھی بُرائی کو ڈھانکنے کی خاطر واہ پردے تیری ذات بھی عجیب قسم کی ہے۔آنکھ کا پردہ اُٹھ گیا تو شرم چلی جائے گی،کان کے پردے نہ ہوں تو بہرہ بن جائے گا۔دل کا پردہ پڑ گیا تو بات اثر کرنے سے قاصر ہے۔دماغ کا پردہ پھٹ گیا تو آدمی نہ شخص کر رہے گا اور نہ آدم رہے گا۔جسم کا پردہ چلا گیا تو آدمی الف ننگا ہو جائے گا۔۔۔آدمی فطرتاً رنگین مزاجی کا مالک ہے اور اس رنگین مزاجی کا مظاہرہ وہ ہر جگہ کرتا ہے پردہ ہی لیجئے پردہ ڈالنے میں،پردہ کرنے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

میں ، پردہ کھینچنے میں ، پردہ اُٹھانے میں ، پردہ ہٹانے
میں آدم کس طرح رنگین مزاجی اور نازک مزاجی سے کام
لیتا ہے اس کی ہزار مثالیں موجود ہیں''

اشعار کے انتخاب میں بھی فلک صاحب خاصی دسترس رکھتے ہیں۔انہوں نے جہاں اپنے مضامین میں موقع و محل اور سیاق وسباق کے لحاظ سے شعروں کا بھرپور اور عمدہ انتخاب کیا ہے وہیں شعروں کے مصرعوں سے اپنے مضامین کے لیے پرکشش عنوان بھی حاصل کیے ہیں۔

محاورے اور ضرب المثال کسی فن پارے کے حسن کو بڑھانے میں اکثر و بیشتر استعمال کیے جاتے ہیں۔فلک فیروز اس میں بھی چوکے نہیں ہے اور محاوروں کے بر جستہ استعمال کی کئی مثالیں زیر نظر مجموعے میں دیکھی جاسکتی ہیں۔زیر نظر مجموعے میں فاضل مضمون نگار نے سلیس اور عام فہم زبان استعمال کی ہے۔وہ سادہ مگر چست اور جامع جملے استعمال کرتے ہیں اور بے جا تصنع سے اجتناب کرتے ہیں تاہم مضامین کی قراءت کے دوران یہ بات بھی دیکھنے کو ملی کہ کہیں کہیں مضمون نگار اختصار (Brevity) کا دامن چھوڑ کر غیر ضروری طوالت کا شکار ہو جاتے ہیں۔اس کے علاوہ کچھ مقامات پر رسم الخط کی غلطیاں (جو شاید ٹائپنگ سے ہوئی ہے) بھی دیکھنے کو ملی جس کی وجہ سے پڑھنے کے دوران مزہ کرکرا ہو جاتا ہے۔مجموعی طور پر مضامین کا یہ مجموعہ اردو انشائیہ میں ایک خاطر خواہ اضافہ ہے۔امید ہے کہ قارئین کرام اس کو پسند کریں گے۔

پروفیسر اعجاز محمد شیخ
صدر شعبۂ اردو، شعبۂ لسانیات
یونیورسٹی آف کشمیر ، **سرینگر ۔انڈیا**

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

حُسنِ انتخاب: فلک فیروز کی کامیاب انشائیہ نگاری

میرا ذاتی خیال ہے کہ کسی ادیب کی نگارشات کا مطالعہ کرنے کے ساتھ خود صاحب قلم کی شخصیت کو پڑھنا سود مند ہوتا ہے اس سے تجزیہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس حوالے سے حُسنِ انتخاب پڑھنے سے پہلے میں نے ڈاکٹر فلک فیروز کو پڑھا ہے اور ان کے ساتھ بیٹھنے، بات چیت کرنے اور ذاتی ملاقات کا بھی موقعہ ملا ہے یوں ان کی شخصیت سے بھی متعارف ہوا ہوں۔ بات چیت میں نرم مزاج، شوخ گفتار اور وطیرے میں تہذیب یافتہ ہونے کے سبب دلکش مسکراہٹ سے کسی بھی ملنے والے پر اپنا حسین تاثر چھوڑ جاتا ہے۔ اور موقعوں کے علاوہ سینٹرل یونیورسٹی کشمیر میں تین روزہ سائینس فکشن سیمنار کے دوران قریب سے جاننے کا موقع ملا۔

ڈاکٹر صاحب اعلیٰ تعلیم محکمے میں استاد ہیں، منجھے ہوئے کالم نگار ہیں جس کا ثبوت معروف اردو روزنامے میں ان کے ہفتہ وار کالم شائع ہونا ہے۔ علمی، تحقیقی وتنقیدی مضامین ملک کے کئی مشہور رسائل میں شایع ہونا ان کی ذہانت کا ثبوت ہے۔

معروف نقاد اور شعبہ اردو کشمیر یونیورسٹی کے سابق سربراہ پروفیسر قدوس جاوید ایک کتاب کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں

" انشائیہ وہ نثری صنف ہے جس میں زندگی کی تلخ سچائیوں سے متعلق افکار وخیالات کا شگفتہ، مہذب اور تعمیری لب و لہجے میں اظہار کیا جاتا ہے۔ ویسے اپنی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بُنت اور مزاج کے اعتبار سے انشائیہ کے شناختی صنفی امتیازات ٹھوس کے بجائے سیال ہوتے ہیں اسی لئے انشائیہ دیگر مختصر نثری اصناف افسانہ، خاکہ، مضمون وغیرہ سے مختلف تو ہوتا ہے لیکن اکثر ان اصناف کے صنفی حدود کو چھوتا، توڑتا اور ان کے اندر داخل بھی ہوتا رہتا ہے ۔۔۔۔۔۔۔انشائیہ میں انشائیہ نگار کی تخلیقی اپج ، ذہن اور ضمیر کا فطری بہاو ،الفاظ کا معنی آفرین برتاؤ اور طبیعت کی شگفتگی وغیرہ عناصر موضوع کی تہوں اور طرفوں کو اس طرح کھولتے اور نت نئی سمتیں عطا کرتے رہتے ہیں۔"

اس پس منظر میں حُسنِ انتخاب کا مطالعہ کرنے کے دوران مجھے اس بات کا احساس ضرور ہوا کہ فلک فیروز کی شخصیت ایک ذہین صاحب قلم کی ہے جو مضامین لکھنے کا فن خوب جانتے ہیں اور انشائیہ نگاری پر ان کی دسترس مکمل ہے۔ کسی بھی موضوع پر قلم اٹھا کر اختتام تک قاری کو باندھے رکھنے میں کمال فنکاری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ ان کے انشائیوں میں زبان وبیان کی روانی، الفاظ کی شگفتگی، محاوروں کا استعمال اور موضوعات کا چناؤ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ وہ اس صنف کی پختگی کو چوس چکے ہیں۔ ان کے انشائیوں کا ایک اور خوبصورت پہلو یہ ہے کہ وہ آغاز اور اختتام موزون اشعار سے کرتے ہیں جس کے سبب متن دلچسپ بن گیا ہے۔ ان کے مجموعے سے اقتباسات ان کی مضمون نگاری اور انشائیہ نگاری سمجھنے، پرکھنے اور ان سے محظوظ ہونے میں مدد ملے گی۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

مضمون بعنوان "بے بسی میں آتا ہے خدایاد اکثر" اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ بھلے ہی انسان غفلت کے سبب بارہا گھمنڈ کا مظاہرہ کرتا ہے یہ سوچ کر کہ جو کچھ اس نے زندگی میں حاصل کیا وہ اس کی ذاتی محنت کا نتیجہ ہے لیکن تجربہ سکھاتا ہے کہ قدرت کی عطا کردہ نعمتیں بے شمار ہیں اور یہ اعزازات عطا کرنے والی عظیم ترین قوت کے سامنے ہر لمحے سربسجود رہنا ہی سودمند ہوتا ہے۔اس مضمون سے مندرجہ ذیل اقتباس ملاحظہ کیجیے:

> "بے بسی کا اظہار کرنا اصل میں فطرت کے سامنے اظہار شکستگی کا عمل ہے جو فطرت کو پسند ہے نیز نہایت نیک عمل ہے جس کے بدلے میں اس سے ہزار طرح کے اعزازات اور انعامات سے نوازا جاتا ہے۔۔۔
> ایک رئیس شخص کروڑ پتی ہے، تجارت کا شہنشاہ پورے شہر کے تجارتی مراکز اس کی ذاتی ملکیت ہیں۔اس کے کارخانوں میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ملازمت کرتے ہیں۔گھر عالیشان نوکر چاکر خدمت میں لگے رہتے ہیں، یعنی عیش وعشرت کی دنیا بسر کر رہا ہے لیکن ایک اس چیز نے بے بس بناڈالا ہے جس پر کسی کا بس نہیں چلتا جہاں مال خرچ کرنے کے باوجود بھی کوئی امید بھر نہیں آتی ۔ اس کے یہاں اولاد پیدا نہیں ہوتے۔"

ان کی انشائیہ نگاری کا قابل تحسین پہلو یہ ہے کہ وہ مزاح کا عنصر نکال لیتے ہیں کہ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

انشائیہ ایک عام لڑکی سے زیورات سے لدی دلہن کا روپ دھار لیتی ہے۔یوں ان کے انشائیوں میں دلچسپی نہ صرف پیدا ہوتی ہے بلکہ اختتام تک برقرار رہتی ہے۔ان کے انشائیۓ بعنوان "یہ اعجاز ہے حسن آوارگی کا۔۔۔'' سے یہ اقتباس پیش خدمت ہے:

''اچانک جب بھی کبھی اس عاشق کا سامنا اس محبوب سے ہوتا ہے جس کے لئے اس نے اپنی عمر گنوادی تو وہ محبوب سے علیک سلیک دریافت کرتا ہے،محبوب دفعتاً پوچھ بیٹھتا ہے کہ ابھی تک تم نے شادی کیوں نہیں کی ؟اور عاشق بے چارہ بغیر کچھ بولے ہونٹوں پر مصنوعی ہلکی سے تبسم لاکر کہتا ہے یہ بچی بہت خوبصورت ہے تو جواب ملتا ہے 'میری تیسری لڑکی ہے، بیٹا ماما کو سلام کرو ''

قلم اور تلوار کے حوالے سے اسکولی دنوں کے دوران قلم کی طاقت کو معتبر ثابت کرنے کا تجربہ ہر ایک کے پاس ہے اور قلم کی شان میں جو کہ دراصل امن کی شان میں کئی قصیدے تحریر کئے گئے ہیں۔کچھ اسی روش پر فلک فیروز نے اپنا مضمون " صفحہ کاغذ پر جب موتی لٹاتا ہے قلم" تحریر کیا ہے۔تاہم بچپن کے مقابلے میں قلم کی دوطرفہ حیثیت کو پیش کیا گیا ہے اور قلم کی طاقت کا بخوبی اندازہ کرایا گیا ہے کہ تیر وتفنگ اور سامان حرب و ضرب کو اسی قلم کا پابند جتایا گیا ہے۔ایک اقتباس اس انشائیہ سے آپ بھی پڑھ لیجئے:

" کلام الٰہی کو بندوں تک پہنچانے کا کام بھی اسی مقدس قلم کو سونپا گیا۔دنیا میں جب قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا جاتا ہے اور لاکھوں لوگوں کے سر سرِ عام قلم کئے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

جاتے ہیں، کچھ لوگوں کو پھانسی دی جاتی ہے، بچوں کو بے رحمی سے قتل کیا جاتا ہے، تو اس کا حکمنامہ بھی قلم سے ہی قلمبند کیا جاتا ہے گویا اس سے شرف دونوں طرح کے حاصل ہیں۔"

مشرقی اور مغربی سماج میں قلم زنی سے متعلق متعدد واقعات اخباروں کی شہہ سرخیوں میں جگہ پا چکے ہیں۔اس تعلق سے یہ اقتباس دیکھیے جہاں انشائیہ نگار کی بذلہ سنجی اور الفاظ کی شگفتگی کا احساس ہوتا ہے کہ کس طرح قلم زنی کے حوالے سے زبردست طنز کی باریکیاں سامنے لائی گئی ہیں۔ پڑھتے ہوئے زیرلب مسکرانا تو دور کی بات بلکہ کھلکھلا کر ہنسنے کا سامان پیدا کیا گیا ہے۔ ملاحظ ہو؛

"قلم زنی کا فن چالاک لوگوں کو آتا ہے خاص طور پر ان افراد کو جو سرکاری نوکری کے تیئں پانچوں انگلیاں گھی میں رکھنا چاہتے ہیں اور سبکدوش ہونا ہی نہیں چاہتے ہیں۔ خود کی تاریخ پیدائش کو سرکاری ریکارڈ میں کم دکھانے کے لئے بہت سارے سرکاری آفیسر سروس ریکارڈ میں قلم زنی کرتے ہیں تاکہ اپنی عمر سے زائد سرکاری خزانے کو لوٹا جا سکے۔ ویسے بھی قلم زنی ہر شعبے میں کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبان مریض کے موت کی سند میں بھی اصلی حقایق کو چھپا کر قلم زنی سے کام لیتے ہیں۔ ممتحن صاحبان ناکام ہوئے طلاب کو کامیاب کرنے کے معاملے میں بھی قلم زنی کے شوق کو عملاً کر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اپنی جیبیں گرم کرنے کا ہنر جانتے ہیں۔"

اس مجموعے میں کل سترہ مضامین وانشائیے شامل ہیں جن کا مطالعہ جہاں صاحبان فن کے لئے اہم ہے وہی اس سے پتہ چلے گا کہ کشمیر میں اردو شاعری کے ساتھ نثر نگاری میں بھی اہل قلم پیش پیش ہیں اگر چہ ان کی تعداد قلیل ہے، اسکے ساتھ ان نو آموز لکھاریوں اور طلاب کے لئے بھی فائدہ مند ہوگا جو اس صنف میں طبع آزمائی کے خواہاں ہوں۔ اس قبیل کے جو چند نام میرے ذہن میں ابھرتے ہیں اس فہرست میں فلک فیروز کا نام گرانقدر اضافہ ہوگا اور "حُسنِ انتخاب" نامی یہ مجموعہ اس کی سند بنے گا۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ!

شفیع احمد

مصف / کالم نویس / انشائیہ نگار / مترجم / افسانہ نگار

نیو کالونی کھریو / راجباغ، سرینگر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تاثرات

ایک کالم نویس کی حیثیت سے اپنا نام رقم کروانے والے ڈاکٹر فلک فیرز نے بہت ہی کم وقت میں طویل سفر طے کیا۔مقامی اخبارات میں ہفتہ وار کالم لکھنے کا فن انہیں بخوبی آتا ہے، ہر مسلے پر خامہ فرسائی کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔روزنامہ کشمیر اعظمی سرینگر میں ان کا ہفتہ وار کالم عوامی سطح پر مقبول اور دلچسپ مانا جاتا ہے۔کم وبیش ہر کالم ہفتہ بھر سوشل میڈیا پر موضوع بحث رہتا ہے۔

ڈاکٹر فلک فیروز اردو مضمون میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر چکے ہیں اور تحقیق وتنقید کے میدان میں بھی سرگرم عمل رہتے ہیں۔ان کے تنقیدی مضامین ملک کے معتبر رسائل وجرائد میں چھپتے رہتے ہیں۔تحقیق وتنقید کے علاوہ موصوف تخلیقی ادب خاص کر اردو انشائیہ نگاری میں بھی اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔انہیں انشائیہ کا فن خوب آتا ہے۔شگفتہ الفاظ، محاروں کا خوبصورت استعمال، مرکبات، تشبیہات واستعارات سے ان کے یہاں ایک نیا اسلوب جنم لیتا ہے۔موضوعات بھی ایسے باندھے ہیں جو انوکھے اور اچھوتے معلوم ہوتے ہیں۔ان موضوعات میں تنوع ہیں، ایک فلسفیانہ احساس ہے جو قاری کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔کہیں پر قاری کے دل میں گدگدی ہوتی ہے اور کہیں پر قاری ایک ایسی سوچ میں چلا جاتا ہے جہاں فلسفیانہ کرنیں پھوٹتی ہیں۔

ڈاکٹر فلک فیروز کے زیر نظر انشائیوں کے مجموعے کی ایک خوبصورتی یہ بھی ہے کہ ان کا ہر انشائیہ کسی شعر کے ایک مصرے پر منحصر ہے جس سے ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔حالانکہ یہ کمال فن کی خصوصیت ہے کہ کسی شعر کی مناسبت سے اپنا ٹائٹل باندھا جائے۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

انشائیوں کی قرت کے دوران اشعار کا خوبصورت انتخاب بھی کیا گیا ہے جس سے قاری کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ کہیں قاری بوریت اور اکتاہٹ محسوس نہیں کرتا ہے بلکہ مزہ لے لے کر پورا انشائیہ پڑھتا ہے۔ بے جا لفظیات کے استعمال سے گریز کرتے ہیں، سادہ اور صاف ڈکشن اور بامحاورہ جملوں سے ایک ایسی ساخت قائم کرتے ہیں جسے قاری کا تجسس برقرار رہتا ہے۔ ان کے مضامین میں مٹھاس بھی ہے، سوز بھی، تسمخرہ پن بھی لیکن اس کے ساتھ ایک پیغام بھی ہے جسے پڑھنے والا مستفید ہوتا ہے۔ انشائیہ ''تصور سے تصویر تک'' اس کی خوبصورت مثال ہے جس میں انسان کی نفسیاتی حقیقت نگاری کو بیان کیا گیا ہے۔ بچپن، جوانی اور بڑھاپا تینوں ادوار زندگی کی ٹھوس حقیقت ہیں۔ اسی منظر کو انہوں نے انشائیہ کے انداز میں ایسے پرویا کہ قاری ایک گہری سوچ میں پڑ جاتا ہے۔ اشعار بھی ایسے منتخب کیے ہیں جو موقع و محل کے اعتبار سے مناسب بیٹھتے ہیں۔ مثال کے لیے یہ اقتباس دیکھیے:

> ''دیکھو میں کتنا خوبصورت تھا کس قسم کے گال تھے،
> میری آنکھیں اُف، میری وجاہت، میری چال ڈھال،
> میرا دبدبہ، میرے عنبری بال۔'' ماضی کو یاد کر کے اصل
> میں آدمی حال کی اس حقیقت پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جو
> مستقبل قریب اس سے کسی اور دنیا کی طرف منتقلی کا
> واضح اور صاف اشارہ کرنے جا رہا ہے جس سے اکثر
> لوگ خوف کھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔''

بہر حال ایسے متعدد مضامین ہیں جن میں ہنسنے ہنسانے کے ساتھ ساتھ زندگی کے فلسفے کو سمجھایا گیا ہے۔ موصوف کا یہی فلسفیانہ انداز ہی انہیں اپنے معاصرین کی قطار سے الگ کرتا ہے۔ ''دانشوری''، ''قلم'' اور ''نظر اور نظریہ'' اسی نوعیت کے مضامین ہیں جو باذوق

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

قاری کا تقاضا کرتے ہیں۔ انشائیہ ''فیملی فوٹو سے سیلفی فوٹو تک'' میں ایک حقیقت نگاری سے قاری کو واقف کراتے ہیں اور نئی نسل کو ان کا اصلی چہرہ دکھاتے ہیں۔ ان کا اسلوب رشید احمد صدیقی کی یاد دلاتا ہے، کیوں کہ رشید احمد صدیقی کا اسلوب کہیں کہیں فلسفیانہ اپروچ اختیار کرتا ہے ٹھیک اسی طرح موصوف کے یہاں ایسے مناظر دیکھتے جاسکتے ہیں جہاں سے قاری کا ذہن ایسے بھنور میں پھنس جاتا ہے جہاں سے نکلنا محال بن جاتا ہے۔ ایسی صورت میں عام قاری ان کے انشائیوں سے دور چلے جاتے ہیں اور باذوق قاری پہلی صف میں دکھائی دیتے ہیں۔ خفیف علامتوں اور ہزار پردوں میں بات کرنا موصوف کو بخوبی آتا ہے:

> ''پابندی کے کچھ صنفی تقاضے بھی ہوتے ہیں جن سے گزر کر اس کا گذر ہوتا ہے جن میں کناروں کی پابندی، زلفوں کی پابندی، خیالات پر پابندی، قلم پر پابندی، تعمیر کی پابندی، لباس کی پابندی، ادائے حسن پر پابندی، خیال خیام پر پابندی، نگاہ ناز پر پابندی، لبوں کی پابندی، قانونی پابندی، احساس پر پابندی اور مختلف جذبوں پر پابندی وغیرہ شامل ہے''

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بے روزگاری کے چکر میں پھنسے ہوئے لاکھوں لوگ سرکاری نوکری کی تلاش میں دفتروں کی خاک چھانتے رہتے ہیں اور کرپٹ آفیسراں اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کس طرح سے مستحق امیدواروں سے رابطہ کیا جاسکے تاکہ مفت میں وہ اپنی جیبیں گرم کرسکے۔ اس حوالے سے انشائیہ نگار انشائیہ ''تیری تلاش میں اک دل کدھر کدھر کرے'' میں اس ساری صورت حال کو واضح طریقے سے ظاہر کرتے ہیں اور قاری کو لگتا ہے کہ یہ کہانی بھی میری ہے۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

’’تلاش آب و دانہ مشکل قسم کی تلاش ہے جس
میں آپ کو باہوش وحواس رہنا پڑے گا کیونکہ یہ تلاشِ
رزق اور تلاش معاش کا معاملہ ہے اس تلاش میں
ہزاروں خدشات اور اوہامات سے گزرنا ضروری ہے۔
شہر کی گلی دیکھنی پڑتی ہے دفتروں کے دفتروں کو جانا پڑتا
ہے یہاں تک ان کی تلاش بھی شروع کرنے پڑتی ہے
جس کی تلاش میں آپ بھی اہم شخص ہے اور اگر شخصیت
اور شخص دونوں ہم خیال ہوئے تو ضرور ایک مکمل خیال
قائم کیا جاسکتا ہے جو تلاش آب ودانہ کو پورا کرے گا‘‘

زیرِ ترتیب کتاب میں مختلف نوعیت کے مضامین اور انشائیے موجود ہیں جن سے قارئین مستفید ہوسکتے ہیں۔اللہ ان کے قلم میں اور طاقت پیدا کرے اور آئیندہ بھی ہم توقع رکھتے ہیں کہ ان کے قلم سے شاہکار انشائیہ صفحہ قرطاس پر آجائیں گے۔۔۔آمین!!!!

ڈاکٹر عرفان رشید

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تیری تلاش میں اک دل کدھر کدھر کرے

بھنور بھنور تجھے موجوں میں راستہ دے گا
خدا ہے ساتھ تو پھر ناخدا تلاش نہ کر

دنیا کا ہر انسان اپنے اپنے حصے کی زندگی تلاش کرتا ہوا نظر آتا ہے اس تلاش کے اپنے اپنے اصول وضوابط مقرر ہیں جن پر چل کر آدمی کبھی تلاش کی منزلوں سے خود تلاشی کا شکار بن جاتا ہے اور کبھی خود تلاش اپنا راستہ بھول جاتی ہے جس کی وجہ سے سیدھے راستے کا نظر آنا ناممکن عمل بن جاتا ہے اس طرح سے سفر طویل بھی ہوتا اور کٹھن بھی لیکن کچھ انسان اس قدر بخت آور ہوتے ہیں کہ وہ جس تلاش میں نکل جاتے ہیں خود تلاش ہی ان کی تلاش میں سامنے آتی ہے اس طرح سے ان کی زندگی کا کاروان آگے بڑھتا ہے۔

آدمی کے مزاج کا اثر یقیناً اس کی تلاش پر پڑتا ہے اور نتیجتاً وہ موج دریا کا سامنا کرنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے مگر یہ مجبوری وقتاً فوقتاً انتہائی خطرناک یا سبق آموز امتحان لیتی ہے یہاں تک کہ آدمی کو ہوش سنبھالنے میں نصف عمر لگ جاتی ہے یہ سنبھالنے کا فن بھی عجیب عالم رکھتا ہے سنبھلا تو سنبھلا نہ سنبھلا تو فنا کی راہ اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے جہاں سے واپس لوٹ جانا ناممکنات میں شامل ہے اس طرح سے یہاں پر تلاش کا سفر ناممکنات کے حصار میں مقید ہو جاتا ہے نیز اس طرح سے دنیا میں ایک شخص اپنی تلاش کو لیکر ہمیشہ کے لئے ابدی سفر پر روانہ ہو جاتا ہے۔

تلاش کی کارروائی اور تلاشی کاروائی اطلاقی سطح پر الگ الگ نسبتیں رکھتی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہیں جو ایک دوسرے سے بالکل جدا جدا ہیں تلاش کی کارروائی کا منظّم نظام کارفرما رہتا ہے جبکہ تلاشی کارروائی بے ترتیب خیالات کا بے ترتیب نظام ہے جس میں دل کے ہر گوشے کی تلاشی لینی مطلوب ہوتی ہے دماغ کی ہر نس کا سرچ آپریشن کیا جاتا ہے جس میں سے وجود فطرت کا علم حاصل کرنے میں سہولیات پیدا ہو جاتیں ہیں لیکن سہولیات بھی کیسی جو ہزار پرتوں میں پوشیدہ کہاں سے شروع کریں اور کہاں پر ختم نہ پوشیدگیاں ظاہر ہوتیں ہیں اور نہ ہی اختتام کا کوئی عمل درآمد ہوتا ہے۔ یہاں سے وجود کی تلاش سامنے آتی ہیں جس میں فن فلسفہ کی ابتداء ہوتی ہے آنے کا سوال، جانے کا سوال، کیوں آنے کا سوال، کیوں جانے کا سوال، کہاں سے آنے کا سوال، کدھر سے جانے کا سوال، کس حال میں جانے کا سوال، ہونے اور نہ ہونے کے درمیان کا رشتہ، آنے کی وجہ بلکہ ''ڈبویا مجھے کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا'' جیسے استفسارات پر نئی تلاش معرض وجود آتی ہے۔ جس کا ہر مقام کوئی پتہ رکھتا ہی نہیں اس لیے ان کی تلاشی کاروائی کا انداز نہایت مختلف ہو سکتا ہے۔ یوں تلاش کی مختلف قسمیں موجود ہیں جن کی بدولت اس کے جمالیاتی حسن کو جانا جا سکتا ہے مثلاً تلاش حق، تلاش حسن، تلاش آب و دانہ، پروانۂ تلاش، خانہ تلاشی، جامہ تلاشی اور گھر تلاش کرنا، تلاشِ علم و ہنر، تلاشِ سکون، وغیرہ اس طرح کی تمام قسمیں الگ لگ کائنات رکھتی ہیں۔ تلاش حق بذات خود ایک ایسی تلاش ہے جس میں حق پر مبنی ایک طویل کہانی منضبط ہے جو حق کے دروازے سے داخل تو ہوتی ہے لیکن اس کو نکلنے کا کوئی راستہ میسر نہیں آتا اب اگر آدمی اس حق سے پوری طرف واقف ہوا تو آپے سے باہر ہو جائے گا جس کے لیئے تمام معنیٰ بے معنیٰ ہو کر رہ جاتے ہیں اور وہ بے سروسامانی کی حالت میں دشت گردی کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔

حرم کو جائے یا دیر میں بسر کرے
تیری تلاش میں اک دل کدھر کدھر کرے

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تلاش آب و دانہ مشکل قسم کی تلاش ہے جس میں آپ کو باہوش وحواس رہنا پڑے گا کیونکہ یہ تلاشِ رزق اور تلاش معاش کا معاملہ ہے اس تلاش میں ہزاروں خدشات اور اوہامات سے گزرنا ضروری ہے۔ شہر کی گلی دیکھنی پڑتی ہے دفتروں کے دفتروں کو جانا پڑتا ہے یہاں تک ان کی تلاش بھی شروع کرنے پڑتی ہے جس کی تلاش میں آپ بھی اہم شخص ہے اور اگر شخصیت اور شخص دونوں ہم خیال ہوئے تو ضرور ایک مکمل خیال قائم کیا جاسکتا ہے جو تلاش آب ودانہ کو پورا کرے گا۔

خانہ تلاشی کا پروانہ اس بات کا بین ثبوت کہلایا جاتا ہے کہ آپ کو تلاش کیا جارہا ہے آپ کے گھر کی تلاشی لینی مطلوب ہے نیز اس تلاشی کاروائی میں کس کی تلاش مقصود ہے آپ کو اس سے بے خبر ہی رکھا جارہا جو کہ حکمت عملی کا ایک اصول ہیں۔ اس کے بعد ایک اور ضروری تلاشی لی جاتی ہے جس کو جامہ تلاشی کہا جاتا ہے جس سے معنوی سطح پر یہ مُراد لیا جانا چاہیئے کہ لباس کی تلاشی لینی مطلوب ہے لیکن ہوتا اس کے برعکس ہے، جامہ تلاشی کو بہانہ بنا کر آپ کے خیالات کی تلاشی لی جاتی ہے، آپ کے جذبات کی تلاشی لی جاتی ہے، آپ کی پسند اور ناپسندگی کو تلاش کیا جارہا ہے، آپ کی حب الوطنی کے جذبات کو بھی بعض اوقات تلاش کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ آپ کے اندر ہمسایوں، پڑوسیوں، پرائیوں یا اپنوں کے متعلق کون سے احساسات ہیں کس قسم کی ہمدردیاں ہیں ان کی گہراہیوں کو تلاشنے کی سعی کی جاتی ہے اس طرح جامہ تلاشی ختم ہوجاتی ہے۔

اپنے نوجوان اکثر بے معنیٰ تلاش میں گلیوں کے چکر کاٹتے رہتے ہیں سڑک کے کنارے کنارے گھورتی آنکھوں سے کسی کی تلاش میں محو ہوتے ہیں۔ میں اکثر سوچتا ہوں نوجوان کس کی تلاش میں بے سروسامانی کے عالم میں نکلتے ہیں تو خیال آتا ہے کہ نوجوان اپنی نوجوانی کو داؤ پر لگانے کی تلاش میں نکل پڑے ہیں اور داؤ لگانے کے لیے تلاش

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہور ہی انفرادی سطح پر انفرادی محبوب کی اس محبوب کی جس کی زلفیں پریشان ہوں، جس کی آنکھیں بادام چشم ہوں، جس کی نگاہیں فریبی ہوں، جس کی چال ہرنی جیسی ہو، جس کے لب پنکھڑی گلاب جیسے ہوں، جو خود میں تلاش بے بہا ہوں جس سے خود کو پانے کی تلاش ہو اور وہ پانے کا عمل یا پانے کی تلاش عاشق کے ہاتھوں ہی سے مکمل ہو جاتی ہے۔

ہمیں تلاش ہے کار دو جہاں سے خلاصی کی لیکن یہ ناممکن ہے تب تک جب تک نہ ہمیں اپنی تلاش خود تلاش کرے تا کہ ہماری تلاش ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مکمل ہو جائے اور ہمیں تلاش کرنے والے کا کام تمام ہو جائے جس کا ہمیں بقید حیات تک انتظار رہے گا اور اس دوران ہماری زندگی یوں گزر جاتی ہے کہ جیسے ایک انبار ہو حسرتوں کا بقول شاعر:

میرا کارنامہ زندگی میری حسرتوں کے سوا کچھ نہیں
یہ کیا نہیں، وہ ہوا نہیں، یہ ملا نہیں، وہ رہا نہیں

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بے بسی میں آتا ہے خدا یاد اکثر

میری بے سی، میری التجا، میری ضبط آہ پہ نظر تو کر
مجھے مسکرا کے نہ ٹال دے میری زندگی کا سوال ہے

زندگی کے سفر میں کچھ ادوار ایسے بھی آتے ہیں جن میں آدمی تلاش کی منزلوں سے گزر کر ایک ایسی وادی میں وارد ہوتا ہے جہاں سے نئے راستے کھل جاتے ہیں اور یہ راستے اس آدمی کے لئے کب کیا طے کر سکتے ہیں بتانا مشکل ہے ہر حال میں آدمی نئی امیدیں پیدا کرتا ہے اور نئے وسوسے جنم لیتے ہیں ان امیدوں اور وسوسوں کے درمیان آدمی جو زندگی بسر کرتا ہے وہ کبھی پر سکون رہتی ہے اور کبھی خدشات سے پُر لیکن ان خدشات کی بہترین منزل بھروسے پر آ کر رک جاتی ہے۔ جو تسکین قلب کی ابتدائی منزل ہے اور یہ بے بسی کی آخری حد بھی کہلائی جا سکتی ہے کیونکہ تفکرات کی دنیا حیرت انگیز جلووں سے شروع ہو کر کبھی کبھار حسرت ناک انجام اختیار کر لیتی ہے جو ایقان کی دنیا میں دراریں پیدا کرتی ہیں۔

حضرت انسان کا روز بروز ترقی یافتہ ہونا اس کے اختراعی وجود کی ضمانت ہے جو اس سے حد امکان سے لامکان تک کا سفر کراتی ہے جہاں سے علم کی تمام حدیں یا تو ختم ہو جاتی ہے یا پھر عقیدے کا سامان بن جاتی ہیں جہاں انسانی عقل مشاہدے میں تو رہتی ہے لیکن فیصلے صادر کرنے سے قاصر ہو جاتی ہے اور یوں ابتداء ہوتی ہے لامکان کے ان

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تصورات کی جنہیں ابھی تک دنیا کی کوئی ٹکنالوجی کھوج نہ سکی جو عاقل دانا، عالم، سائنسدانوں، سیاست دانوں، فلسفہ دانوں، عام لوگوں، صوفی سنتوں، طالب علموں اور بلا لحاظ مذہب وجنس لوگوں کو بے بس بنا دیتی ہے۔ بے بسی کا وجود نہ صرف خیالی، تصوراتی اور فرضی ہے بلکہ ایک ٹھوس شکل میں ہے جس کی ہیئتیں مختلف ہیں اور نوعتیں منفرد جو کبھی رواں دریا کی صورت اختیار کرتی ہے اور کبھی روشن چاند نیز چمکتی چاندنی بن جاتی ہے، یہ بے بسی رستم کو رام کرتی ہے، دریا کو نالے کا وجود بخشتی ہے، بے گناہ کو گنہگار لکھتی ہے، بہتے سمندر میں سونامی لاتی ہے، فلک کو خاک بنا دیتی ہے، اڑتے پرندوں کے پر کاٹتی ہے، قیس کو مجنون بنا دیتی ہے، فرہاد کا سر پھوڑتی ہے، نیز چلتی ہواؤں کو روک لیتی ہے، ناؤ کو ڈبو دیتی ہے، سروں کو کچل دیتی ہے، والدین سے ان کی اولاد چھینتی ہے، بچے کو اس کی ماں سے جدا کرتی ہے، شوہر کو بیوی سے محروم کرتی ہے، آدم کو زبان ہلانے سے محروم رکھتی ہے، طاقت ور کو طاقت استعمال کرنے سے روکتی ہے، پیاسے کو پیاس بجھانے سے منع کرتی ہے، بڑے درختوں کو پھل دینے سے بے بس رکھتی ہے۔ غرض بے بسی ایک ایسی طاقت ہے جس کا اندازہ لگانا نہ صرف مشکل ہے بلکہ محال بھی جو صرف اپنا اختتام اور لفظوں کا اختصار افسوس اظہارِ بیان میں مقید رکھتی ہے۔

یہ خزائیں زدر پتے اور اپنی بے بسی
آس ٹوٹی، خواب بکھرے آہ میری بے بسی
زندگی کے رنگ سارے اڑ گئے تصویر سے
رفتہ رفتہ کینوس پر چھائی ایسی بے بسی

عمار ابن ضیا

اس بات سے ہر شخص واقف ہے کہ تسخیر کائنات کی لگاتار جستجو نے انسان

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کی حدنگاہ کو سطح زمین کے اندر سے اُٹھا کر وسعت افلاک میں سمو دیا جہاں سے وہ آوازیں بلند ہوتیں ہیں جن کی تعبیریں اور تاویلیں متعین کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ انسان نے قدیم تہذیب کا سفر طے کرتے ہوئے کائنات کی حدوں کو مسخر کر کے بادشاہت کا تاج خرید لیا لیکن اس خریداری کے معاملے میں آج بھی وہ بہت حد تک بے بس ہے۔ یہ بے بسی کا عمل نہایت طاقت وری کا اظہار کرتا ہے جہاں صرف ہاتھ ملنے کا حسین ترین جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ یہ جذبہ خلوص سے پیش کیا جائے تو سکون اور عافیت کی اُمیدیں قائم کی جا سکتی ہیں جہاں سے زندگی کی نئی راہیں تعمیر ہوتی ہیں اور آدمی بے دردی کے ایام بے بسی کے نام کر جاتا ہے تو زندگی کی واحد نیز قوی تعبیر اُمید جنم لیتی ہے۔ بے بسی اور امید کا تعلق اہم بھی ہے اور نہایت صحت مند بھی جہاں ایک اُمید بے بس اور لاچار آدمی کو جینے کا ہنر سکھاتی ہے اور وہی بے بسی بادشاہ کی جان لے سکتی ہے۔ بے بسی کا اظہار کرنا اصل میں فطرت کے سامنے اظہار شکستگی کا عمل ہے جو فطرت کو پسند ہے نیز نہایت نیک عمل ہے جس کے بدلے میں اس سے ہزار طرح کے اعزازات اور انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

قبول ہو کہ نہ ہو سجدہ و سلام اپنا
تمہارے بندے ہیں ہم بندگی ہے کام اپنا

مبارک عظیم آبادی

دنیا حادثات کی آماجگاہ ہے جہاں آئے روز حادثات ہوتے رہتے ہیں وہ حادثات جن سے ایک آدمی دل برداشتہ بھی ہوتا ہے اور کبھی کبھی نئے تجربات یا مشاہدات سے بھی فیض یاب ہوتا ہے جو اس سے زندگی کا ہنر عطا کرتے ہیں اور اس سے نئی چیزوں کی پرکھ یا پہچان سے بھی واقف کراتے ہیں۔ یہاں پہنچ کر آدمی کے لئے انتہاؤں کا سفر شروع ہو جاتا ہے جس سفر کے دوران آدمی انتہائی راحت اور سکون کی منزل سے گزر کر بس کے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

مقام کو حاصل کرتا ہے بس بذات خود اکتفاء اور قناعت کی پہلی سیڑھی ہے۔

بے بسی اپنے اصولوں سے اسی طرح پاک و صاف ہوتی ہے جس طرح سے ایمان افروزی آدمی کو شاکر بنا ڈالتی ہے اور یہ تشکر اپنے اندر ایسا مزاج رکھتا ہے جہاں آدمی سکون کی وادی میں پہنچ جاتا ہے اور سکون اس باغ کا نام ہے جہاں ہر پھول رنگین ہوتا ہے آدمی کے لئے فرحت بخش ہوتا ہے۔ یہاں کی سبزہ زاری چشم کو بھاتی ہے ہر آنکھ کارگری کی لاکھ مثالیں اپنے اندر سما سکتی ہے سمانے کا عمل نہایت حسین اور خوبصورت ہوتا ہے جس میں ندی سے لیکر دریا اور سمندر کی وسعتیں دیکھنے کو ملتی ہیں جہاں خیالات کی دنیا اپنے بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہوتی ہے جہاں لطف اندوزی کا عالم نرالا دکھائی دیتا ہے۔ جو نقصان اور نفع کی منزلوں سے دور ایک ایسے ماحول میں ہوتا ہے جہاں کی ہوائیں دلفریب ہوں جہاں کی روشنی دل لبھا ہو، جہاں کی زمین گلزار سے پُر ہو، جہاں کا سماں حسین ہو۔

حضرت انسان بہر حال بے بس اور لاچار ہے دنیا میں شرف حاصل کرنے کے باوجود بھی قانون فطرت کے سامنے بے بس ہے مال و دولت کا مالک ہونے کے باوجود بھی صاحب ثروت دنیا کی لذیذ نعمتیں کھانے سے قاصر ہے کیونکہ ان چیزوں پر اس کا بس نہیں چلتا ہے اور اس طرح سے اس کے بس کا نہ چلنے کا نام ''بے بسی'' پڑا ہے۔ ایک شخص انتہائی غریب ہے اس کے پاس مال و دولت نہیں لیکن صحت مند اور تندرست ہے اس سے لذیذ ضیافتیں بہت پسند ہیں اور تناول کرنے کا بہت شوق لیکن دولت کا اس کے بس میں آنا ممکن نہیں اور اس طرح سے یہ عمل اس کے لئے ''بے بسی'' ہے۔ ایک رئیس شخص کروڑ پتی ہے تجارت کا شہنشاہ پورے شہر کے تجارتی مراکز اس کی ذاتی ملکیت ہیں۔ اس کے کارخانوں میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ ملازمت کرتے ہیں گھر عالی شان نوکر چاکر خدمت میں لگے رہتے ہیں یعنی عیش و عشرت کی دنیا بسر کر رہا ہے لیکن ایک اس چیز نے بے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بس بناڈالا ہے۔جس پر کسی کا بس نہیں چلتا ہے جہاں مال خرچہ کرنے کے باوجود بھی کوئی امید بھر نہیں آتی اس کے یہاں اولاد پیدا نہیں ہوتے تین نکاح کرنے کے باوجود بھی کوئی اولاد ان کے بطن سے تخلیق نہیں ہوتی حالانکہ حیاتیاتی سطح پر انہیں اوران کی ازواج کو کوئی کمزوری نہیں ہے لیکن ڈاکٹروں کا آخری جواب ''ہم بے بس ہیں'' میں مضمر ہیں۔ایک طالب علم سالانہ امتحان میں اس وقت بے بس نظر آتا ہے جب اس کے ذہن میں استفسار کئے گئے امتحانی سوالات کے تمام جوابات محفوظ تو ہوتے ہیں لیکن لکھنے پر جب آتا ہے تو کوئی بھی جواب معقول صورت میں یاد ہی نہیں آتا۔سر کو زور زور سے کھپانے اور قلم کی نب دانتوں تلے دبانے کے باوجود بھی جواب کو صفحہ قرطاس پر رقم کرنے سے ''بے بس'' ہے۔

زمیں روئی ہمارے حال پر اور آسماں رویا
ہماری بے کسی کو دیکھ کر سارا جہاں رویا

رضا علی

کہیں کہیں ایسے بھی دردناک واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں کہ کسی بے بس شخص کی بے بسی کا ناجائز فائدہ حاصل کر کے خود غرض لوگ ان اشخاص کا سرِ عام مذاق اڑا دیتے ہیں جس سے نئی تاریخ کو جنم ملتا ہے اور یہ تاریخ خود کو دہراتی ہے اسی طرح جس طرح تاریخ دہرائی جاتی ہے۔بے بسی کا خود میں بے بس ہونا انتہائی لازمی عمل ہے جہاں آدمی نئے حوصلوں کو طے کرنا چاہتا ہے صبر آزمائی کے عمل سے نبرد آزما ہونا چاہتا ہے اس بات کا مضبوط ارادہ کر لیتا ہے کہ اس بے بسی کو ہرا کر ہی دم لے گا چاہئے جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

چند لوگوں کی بے بسی کا حال نرالا ہوتا ہے جن کا پتہ عالم بساط میں پانا بھی مشکل ہے۔جس سے نئے راستے سامنے آجاتے ہیں جن پر چل کر ایسے افراد نئی راہیں تعمیر کرتے ہیں جو مشکل مراحل سے گزر کر آسان اور آرام دہ ٹھکانے منظر عام پر لاتے ہیں۔

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

انسان کی سب سے بڑی بے بسی یہ ہے کہ متعدد اوقات طاقت رکھنے کے باوجود بھی طاقت کا استعمال کرنے سے قاصر رہتا ہے۔جس کے درپردہ وجوہ کی فہرست طویل ہوسکتی ہے۔کبھی بے بسی کا عمل خوداختیاری کا درجہ رکھتی ہے تو کبھی اس عمل کے پیچھے ایک طاقت ہوتی ہے جس کی وجہ سے تدبیریں بھی کوئی کام کرنہیں پاتی ہیں۔

سماجی منظرنامہ پرایسے کردار بھی نظر آتے ہیں جو بے بسی کو مات دینے میں ماہر ہوتے ہیں اوراس طرح سے اعلیٰ مقام حاصل کر پاتے ہیں بے بسی کو مات دینا دراصل اس بات کی واضح ضمانت ہے کہ آدمی حوصلہ کارکھتا ہے۔جس سے مختلف رکاوٹوں کو دور کیا جاتا ہے۔بے بسی کبھی اکیلے آدمی کا شکارنہیں کرتی ہے بلکہ اس کے متعلقات کو بھی اثر انداز کر دیتی ہے۔جس سے نکاسی کے تمام راستے مسدود ہو کر رہ جاتے ہیں جہاں نہ دعائیں کام آتیں ہیں اور نہ ہی ڈاکٹر کی دوائی سے نبھا ہوتا ہے یہ عمل بھی خاصا دلچسپ نظر آتا ہے جہاں نگاہیں فریادی بن جاتی ہیں طاقتور ہاتھ لاچاری کے عالم میں نہ ملتے ہیں نہ ڈھلتے ہیں فقط تاسف ملتے ہیں جونگاہِ نازکو پسند بھی ہے اور برائے شان قبول بھی آدمی کی جان بھی تب ہی بخشی جاتی ہے جب مقبولیت کے درجے پر فائز ہونے کا شرف حاصل ہوجاتا ہے۔جس میں نہ گناہ تولے جاتے ہیں اور نہ ہی ثوابوں کا اجر شامل ہوتا ہے بلکہ قبولیت کی سند ہی کافی مانی جاتی ہے سند کے تسلیم ہونے کا نہ کوئی اصول ہے،نہ کوئی قانون ہے،نہ کوئی لوازمہ اور نہ ہی کوئی پیمانہ ہاں اگر ہے تو صرف شوخیِ تحریر جس کی کوئی ظاہری صورت ہے نہ شکل،جو تجریدی آرٹ کی مانند صرف تجریری حیثیت کا حامل ہوتا ہے جو مرضی کا مالک ہے بخشا تو بخشا نہ بخشا تو کوئی راستہ سامنے نہیں رہتا ہے۔جس کو شاعر نے یوں بیان کیا ہے:

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیراہن ہر پیکر تصویر کا

غالبؔ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

گناہ گن کے میں کیوں اپنے دل کو چھوٹا کروں
سنا ہے تیرے کرم کا کوئی حساب نہیں

یگانہ چنگیزی

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تصور سے تصویر تک

؎ تیرے جمال کی تصویر کھینچ دوں لیکن
زبان میں آنکھ نہیں آنکھ میں زبان نہیں

جگر مراد آبادی

تصور کا خیال بذات خود ایک بڑے خیال کا محتاج ہے اس خیال کا جس کا تصور خود میں ایک خام نقشے کا حامل ہوتا ہے جس کا بنیادی خمیر شخص کی تخلیق میں پوشیدہ رہتا ہے کسی شئے کا تصور قائم کرنا گویا ایک تعمیر کے مانند ہے اس تعمیر کے مانند جس کے تمام حلیے کا احاطہ کرنا تصوّر سے تصویر تک کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ تصوّر کا عمل ذاتی طور پر انسان کی اختراع اور انکشافات کا لامحل عمل ہے جس میں ہزار پرتیں پوشیدہ بھی ہیں اور عیاں بھی پوشیدہ اس صورت میں کہ تصوّراتی خاکہ ایک ڈھانچے کا متمنی ہونا چاہتا ہے جس میں نقش فہم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

تصوّر سے تصویر تک کا سفر لامتناہی ہوتا ہے جس کی نسبتیں کبھی واقعاتی ثابت ہوتیں ہیں اور کبھی خیالیاتی لیکن تصوراتی عمل کا آسانی سے گزر جانا بھی سہل نہیں ہے مشکلوں کا سفر طے کرنے کے بعد بھی اس راستے سے چھٹکارہ نہیں ملتا۔ ایک شخص عمر پیری میں لڑکپن کی تصویر کو ہاتھوں میں لے کر عجیب صورت حال اور وسوسے کا شکار ہو جاتا ہے اور غیر سالمیت کے انداز میں یاد ماضی کے تمام اوراق کو الٹتا جاتا ہے یہاں تک کہ حال سے بھی کچھ مدت تک ناآشنا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جس طرح ایک معصوم بچہ معصومیت کے ساتھ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اس لئے روتا ہے تاکہ اس سے گھر کے افراد یہ کہیں کہ وہ عمر میں چھوٹا نہیں بلکہ بڑا ہے اس بڑا ہونے کی تصوّر کاری میں یہ چھوٹا بچہ خود کو خود کفیل اور نفسیاتی سطح پر بالغ سمجھ کر خوشی سے پھولے نہیں سماپاتا ہے۔ بزرگ اشخاص (مرد اور عورت) اکثر ان ہی تصوروں میں کھو جانا چاہتے ہیں جو انہیں نوجوانی کی دنیا کی سیر پر لے جاتے ہیں جہاں خود کو بچانے کے لئے وہ جھوٹ پر جھوٹ بولے جاتے تھے، اپنوں کے لئے دنیا سے لڑنے کی خاطر جان دینے پر آمادہ ہو جاتے تھے، جہاں نقش فریادی کی تلاش حسین پہلوؤں میں کی جاتی تھی، جہاں رقیبوں کا راستہ تکا جاتا تھا جہاں دشمنی خرید لی جاتی تھی، جہاں محبوب کی خاردار گلی گلشن نو بہار معلوم ہوتی تھی، جہاں بہتے دریا کو پار کرنا بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھا جاتا تھا، جہاں آدمی خیالی سسرال قائم کر کے لذیز دعوتیں مزے لے لے کر کھایا کرتا تھا، اپنی بانہوں کو ہوا میں وا کر کے خیالی محبوب سے چمہ چاٹی کر کے بچوں کی پیدائش کا منتظر رہتا تھا۔ جہاں نفع اور نقصان سے بالاتر ہو کر ہر سودے کا سر سے گزر جانا ضروری تھا جس کی صفتیں لازوال ہوتیں تھی جنھیں احساسی سطح پر پر کرتے کرتے آدمی پر خطر راستے سے بھی گزرنا لازمی سمجھتا تھا پھر مجبوری ہی نہیں محبوبی سمجھ لیتا تھا جہاں اگر موت بھی مفت ہاتھوں ملے تو ہاتھوں ہاتھ لینے کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

؎ یادوں کی بوچھاروں سے جب پلکیں بھیگنے لگتی ہیں
سوندھی سوندھی لگتی ہے تب ماضی کی رسوائی بھی

گلزار

اس تصور یا تصویر کاری کا دوسرا رخ بھی قدرے مختلف ہے جہاں حضرت آدم نوجوانی کی دہلیز کو خیر آباد کہنا ہی نہیں چاہتا ہے بلکہ یوں کہیے خود کو جوان ہی رکھنا چاہتا ہے یہاں تک کہ ہر تدبیر اپناتا ہے۔ ظاہری نمود و نمائش تک یہ تمام تدبیریں ساتھ تو دیتیں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہیں لیکن حیاتیاتی نظام کا کیا کیجئے جو ہر سچائی کو ظاہر کر ہی دیتا ہے اور آدمی بے چارہ ''دور کے ڈھول'' کی خفیف سی خاموشی اور مسکراہٹ کے سایے تلے دب جاتا ہے۔ جو ظاہر کو ظاہر کر کے ہی چھوڑ دیتا ہے۔

تصوّر کو تصویر پر اسی صورت میں لانا جس صورت میں اس کا تقاضا محوی خیال چاہتا ہے بہر حال مصور کے لیئے مشکل کام ہے۔ اس دوران مصوّر کو بہت سارے لوگوں کی گالیاں بھی مخاصمت کی صورت میں پڑتی ہیں۔ اور گالیاں بکنے والا شخص بنیادی طور پر اپنی ان نفسیاتی الجھنوں کو دور کرنا چاہتا ہے جن سے وہ تصویر کو دیکھنے کے عمل سے گزرتا ہے، جہاں اس کا سارا جوش اور غصہ مصوّر کی لن ترانیوں میں گزرتا ہے حالانکہ حق تو یہ ہے کہ مصوّر معصوم اور بے گناہ ہی ثابت ہوتا ہے۔

ے لگتا ہے کئی راتوں کا جاگا تھا مصور
تصویر کی آنکھوں سے تھکن جاگ رہی ہے

قصور اگر ہے تو اس تصور کا جس کا حلیہ تصویر میں موجود نظر نہیں آرہا ہے یا یوں کہیے کہ وقت کا جس نے تصویر کے عکس میں بند ہونے والے شخص کو حقیقت کا آئینہ دکھایا ہے اور شخص ہے کہ مانتا نہیں۔ آدمی کی نفسیاتی کمزوریوں کا احساس اس وقت عیاں ہو جاتا ہے جب ماضی کی کسی خوبصورت تصویر کو ہاتھوں میں لیکر بغور وہ اس کو قریب سے دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر خوشی سے پھولے نہیں سماپاتا اور بار بار بغل میں بیٹھے ساتھی کو یوں بلند آواز میں اشارہ کر کے کہتا ہے ''دیکھو میں کتنا خوبصورت تھا کس قسم کے گال تھے، میری آنکھیں اُف، میری وجاہت، میری چال ڈھال، میرا دبدبہ، میرے عنبری بال۔'' ماضی کو یاد کر کے اصل میں آدمی حال کی اس حقیقت پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے جو مستقبل قریب اس سے کسی اور دنیا کی طرف منتقلی کا واضح اور صاف اشارہ کرنے جا رہا ہے جس سے اکثر لوگ خوف کھاتے ہوئے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

نظر آتے ہیں۔مگر اس حق کا کیا کیجئے جس کی حقیقت ازل سے یہی طے ہے کہ آدمی کو جان سے ہاتھ دھونا ہی ہے چاہئے وہ عالم غربت میں ہو یا امیری کے مزے لوٹ رہا ہو، نوجوانی کے حسین لمحے گزار رہا ہو یا عمر پیری میں داخل ہونے کو ہے۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک کی جتنی بھی تصویریں کیمرے کی مدد سے اتاری گئی ہیں ان تمام کا احاطہ کرنے پر یہی معلوم ہوگا کہ آدمی کتنا بدل جاتا ہے ظاہری وجود کے ساتھ ساتھ باطنی دنیا میں بھی ہزار تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جن کا ظاہری تصوروں میں نظر آنا مشکل ہے اندرونی تبدیلیوں کا اگر احساس ہے تو وہ صرف متعلقہ شخص کو جس کے تصور اور تصویروں کا غائبانہ ذکر ہو رہا ہے۔

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تیری جوانی تک

غالبؔ

تصویر کھینچنے کے لیے اکثر بیک گراونڈ کو ٹھیک طریقے سے سنھبالا جاتا تھا ۔ڈیجٹل ورلڈ کی آسایشوں سے قبل تصویریں اتارنے کا ہنر کچھ خاص لوگوں کو ہی آتا تھا جو گلی گلی ،شہر شہر، کوچہ کوچہ اپنا فوٹو سٹڈیو قائم کر لیتے تھے حالانکہ آج بھی کہیں کہیں پر موجود ہیں لیکن تب کی بات الگ تھی۔تصویر جاناں کو دیکھنے کے لیے منتظر آنکھیں اور وہ انتظار کی راتیں اس وقت ختم ہو جاتی تھیں جب نامہ بر کی مہربانیاں راس آتی تھیں۔

تصور سے تصویر تک کے عمل سے نہ صرف مصور بے خبر رہتا ہے بلکہ خود وہ شخص بھی جس کی تصویر اتاری جارہی ہے وہ جس منظر نامے یا جس صورت کو قید کرانے کا متمنی ہوتا ہے وہ قید نہیں ہو پاتا ہے جس کا افسوس جناب کو عمر بھر رہتا ہے حالانکہ لمحہ برابر وہی ہے، ماحول چاہت کے مطابق ہے، کیمرہ بالکل نئی آن بان کے ساتھ نئے تکنیکی اصولوں سے لیس لیکن پھر بھی نہ جانے کیوں وہ تصور تصویر میں قید نہیں جس کا وہ متمنی ہوتا ہے۔شعرا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

حضرات اکثر کہتے رہتے ہیں کہ دیکھنے کے قابل وہ لمحات ہوتے ہیں جن میں راز و نیاز اور وعدے وفا یا اظہار الفت کا لمحہ موجود ہو۔ بقول نظیر اکبر آبادی

؎ تیری تصویر تو وعدے کے دن کھینچنے کے قابل ہے
کہ شرمائی ہوئی آنکھیں ہیں گھبرایا ہوا دل ہے

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بے قراری کا سبب بننے لگی دانشوری

دانشوری کا ابدی تعلق دانش، عقل، فہم، حکمت، دانائی، ذہانت اور علم سے ہے۔ یعنی جب بندہ خدا حکمت سے کام لیتا ہے تو دانشور کہلایا جا سکتا ہے اب یہ حکمت مختلف معنوں میں استعمال کی جاسکتی ہے۔ کبھی حکمت، حماقت اور چالا کی یا مکاری کا اشتراک ہوتی ہے اور کبھی یہ دانائی مقرر کردہ اصولوں کو توڑنے کا نام ہوتی ہے چاہیئے جو بھی ہو دانشوری ہی کہلائی جاتی ہے۔

ہمارے لوگ اسیران شعبدہ بازی
ہمارے شہر میں دانشوری کا رونا ہے
(محسن جلگانوی)

دانشوری کا استعمال ہر شخص اپنی استعداد اور فہم و فراست کے مطابق کرتا ہے ایک عام انسان کی دانشوری اس سب میں پنہاہ ہے کہ وہ اپنی بات دوسروں تک بڑی وضاحت کے ساتھ عیاری کے انداز میں پہنچائیں اور اس کی رسائی کے انداز بھی منفرد ہوتے ہیں کبھی دوسرے لوگوں کی تعریف کر کے، کبھی کچھ لوگوں کی برائی کر کے کبھی مخالفین کی نکتہ چینی کر کے اور کبھی نہایت بے چارگی یا لاچارگی کا اسلوب بیان اختیار کر کے خود کو دانشور ثابت کرنے کی کوششیں جاری رہتی ہیں۔

علم و فضل یا خود کو افضل لوگوں میں تصور کرنے والے لوگوں کی دانشوری کا انداز ہی نرالا ہوتا ہے اپنے آپ کو دانش ور ثابت کرنے کے لئے اکثر و بیشتر خاموشی اختیار

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کرتے ہیں اور جب بولنے کی کوشش کرتے ہیں تو زبان فرنگ میں موٹی موٹی آواز میں تقریر کرتے ہیں لیکن اس بات کا بھی خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ مخاطب کوئی بات سمجھ نہ پائے۔ بہت سارے دوست خود کو دانشور بنانے کی تاک میں اپنا حلیہ یا اسلوب بھی بدل دیتے ہیں ایک ہاتھ میں سگریت کی ڈبیہ اور موبائیل فون دوسرے ہاتھ میں کاغذات کی فائل ،گاڑی کی چابی اور خیر وعافیت دریافت کرنے کی غرض سے معمولی سطح پر سر کو ہلا کر ہونٹوں پر مختصر سا تبسم لاتے ہیں اور لوگوں کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم دانشور ہیں۔

دانشوری ہر شخص کا قرینہ نہیں ہے بلکہ یہ مادہ خاص لوگوں میں ہی موجود ہوتا ہے جو زندگی کے ہر نشیب وفراز کو عقلی سطح پر حل کرنا چاہتے ہیں لیکن زندگی کا کون سا فیصلہ ہر صورت میں عقلی دلیل مانگتا ہے کبھی کبھار تو دانشور حضرات ہی زندگی کی جنگ لڑتے لڑتے تھک ہار جاتے ہیں اور فنا کا عالم حاصل کرنے کی تگ و دو کرتے ہیں۔ دانشوری کی ضد بیوقوفی میں مضمر ہے یعنی جو دانش ور ہے بیوقوف نہیں ہوسکتا اور جو بے وقوفی کے حصار میں مبتلا ہو دانش ور بن نہیں سکتا اس تقابلی عمل کا مطالعہ ہزار سوالات کو جنم بھی دیتا ہے اور ہزار جوابات کے لیے راستہ ہموار بھی کرتا ہے۔ایک شخص ہر فکر کو دھویں میں اڑاتا چلا گیا اور ایک شخص حال کے آئینے میں خود کو تاکتا ہے اور سمجھنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے اس کوشش کے عمل میں لاکھ نئے دروازے واں ہو جاتے ہیں۔ جہاں سے واپس لوٹنا آدمی کے لیے مشکل ہو جاتا ہے یہ واپس لوٹنے کا عمل بھی خاصا ہوتا ہے جہاں آدمی کو جان سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے اور ہر ذرّہ خاک ہو جاتا ہے۔

؎ کتابوں سے نہ دانش کی فراوانی سے آیا ہے
سلیقہ زندگی کا دل کی نادانی سے آیا ہے

(فصیح اکمل)

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

دانشور حضرات کی کئی قسمیں ہیں جو دانش سے کام تو لیتے ہیں لیکن عوام سے رابطہ مظبوط نہیں کر پاتے ہیں جس کی وجہ سے دانش وروں کی دانش لٹ جاتی ہیں کچھ دانش ور ایسے ہوتے ہیں جو عقل رکھتے تو نہیں ہیں لیکن اس ہر کمزوری کا فائیدہ حاصل کرتے ہیں جہاں سے ان کی دانش ثابت ہوتی ہے اور وہ دانشور کہلائے جاتے ہیں۔ کچھ دانشور ایسے ہوتے ہیں جو دوسرے لوگوں کے مطالعات، خیالات، تجربات، مشاہدات چرا کر بغیر حوالہ جات کے اپنی عیاری سے عوام تک پہنچاتے ہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ صاحب علم دانش ور ہے۔اپنی دانشوری کو سرِعام عیاں نہ کرنے والے دانش ور اعلیٰ قسم کے دانش ور تصوّر کیئے جاسکتے ہیں جو حاصل شدہ علوم کو دوسروں تک پہنچانے کو گناہ تصور کرتے ہیں اور بعض اوقات علوم کو محفوظ الماریوں میں مقید رکھتے ہیں۔ دانشوروں کی وہ قسم فہم وادراک کی بہترین مثال ہے جن کا علم لامحدود وسعتوں پر مبنی ہوتا ہے جو عام سطح کا علم نہیں ہوتا بلکہ علم الخاص جانا جاتا ہے جس کو سمجھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔

مشہور مقولہ ہے لوگ دانشوری بے وقوفوں سے سیکھتے ہیں گویا بے وقوف تعمیری سماج میں اہم رول ادا کرتے ہیں جہاں دانش کام نہیں آتی وہاں بے وقوفی آسانی سے کام نکالتی ہے اکثر زندگی کا بہترین طور پر مزہ بے وقوف لوگ ہی حاصل کرتے ہیں جو کہی پر بھی وقوف کر سکتے ہیں ان کا وقوف کبھی بے معنیٰ نہیں ہوتا ہے۔ جمہوری مما لک میں سیاست دانوں کی دانش واہ ہو جاتی ہے اور کسی صورت میں صحافی حضرات کی دانش کام نہیں آتی ہے۔

ان دانشوروں سے بھی ملیے جن کے یہاں نہ کوئی دانش ہوتی ہے اور نہیں مفکری کا کوئی خاص سلیقہ بلکہ انہیں لوگ بات بات پر فتوری کا خاص لقب عطا کرتے ہیں لیکن کیا کیجئے جمہوری سطح پر گھٹ جوڑ کی ان کمزوریوں کا جن کا قانونی اور انتخابی استعمال کر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کے فتوری دانش مستعار لے کر یا خرید کر خود رو دانشور بن جاتا ہے،اور سماجی سطح پر اس کی دانشوری عوام میں موضوع بحث بن جاتی ہے اور بعضے اس کی دانش سر بازار لٹ جاتی ہے اور وہ صرف یوں گنگناتا پھرتا ہے۔(دانش نہ تیری نہ کچھ میری دانشوری چلے)

؎ واعظو اب کے شراب عشق پر تقریر ہو
میکشو اللہ کے دیدار کی باتیں کرو

صنف نازک کی دانش ہزار جمالیاتی حسن کی مالک ہوتی ہے جہاں بات کا ایک پہلو اگر ہاتھ میں آ گیا تو ناممکن ہے کہ صورت حال کا کوئی پہلو ہاتھ سے نکل جائے گا بلکہ ممکنات میں یہ چیز شامل ہے کہ بات میں سے بات نکل آئے گی اور اس طرح سے بات پھیل جائے گی جو دانشوری کا بین ثبوت ہے جس میں نہ صرف محلے کی بلکہ پوری بستی کی حسین انداز میں خبر لی جاتی ہے اور انداز بھی ایسے مقرر کیے جاتے ہیں کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں رہتی ۔خواتین وحضرات ،خاص کر حسینوں کے قصے ایسے بیان ہوتے ہیں جیسے کہ پڑھنے والا قصۂ لیلا مجنون یا شیرین وفرہاد پڑھ رہا ہو اور سننے والا کسی بہترین ٹی وی پر لیو منظر دیکھ رہا ہو۔بات یہی پر ختم نہیں ہوتی بلکہ دانشوری کا ثبوت فراہم کرنے کے لیے وہ مثالیں بھی پیش کی جاتی ہیں جو مخاطب نے بھاگنے والی حسینا کی والدہ کو پیشن گوئی کی بطور قبل از وقت بہم رکھی تھیں لیکن انہوں نے ان سنی کی تھی اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

دانش کا تعلق نظریات،امکانات،خدشات،الہامات سے قریب تر ہے جو انتہاؤں کا سفر طے کر کے،اشکالات کو چاک کر کے،فلسفیانہ انداز بیان کو برتنے کا قائل ہے جہاں سے حدود علوم کے نئے راستے ہموار ہو جاتے ہیں اور دانشور کہتے جاتے ہیں۔

؎ بے قراری کا سبب بننے لگی ہے دانشوری
اب سکون درکار ہے بے کار کی باتیں کرو

(امتیاز خان)

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

سفرِ آدم کا پابندی سے سرکشی تک

یہ جو جینے پر پابندی ہے جینے نہیں دیتی
یہ جو مرنے پر پابندی ہے مرنے نہیں دیتی

پابندی ہر صورت میں پابند رہنے کا تقاضہ کرتی ہے یعنی جس کسی بھی چیز میں پابندی کو لازمی قرار دیا جاتا ہے وہاں سے عبور و مرور کا سفر ختم ہو جاتا ہے جو بندہ خدا کے لیے ایک اصول مقرر کرتا ہے جس اصول میں یا تو حیات مقید رہتی ہے یا پھر موت۔ پابندی کا عمل خود میں ایک سلسلہ ہزار ہا کی داستان رکھتا ہے جس کا ابتدائی سفر آدم کی پیدائش سے جڑا ہوا ہے جہاں پابندی کے حدود کو سرکشی سے توڑا گیا اور بغاوت کا فن معرض وجود آیا جس نے سرداروں کے تاج چھین لیے اور جنت میں رہنے والے پابندوں کی پابندی کو بامعنی بنا ڈالا اور اس بغاوت نے نئے اصول قائم کئے جن اصولوں پر چل کر دنیا کے انسانوں نے نئے اسباق سیکھ لئے لیکن یہ سیکھنے کا عمل لاکھ پردوں سے نکل کر میدان کارزار میں جنگ و جدل، گناہ و ثواب نیکی اور بدی کے پیمانوں میں زندگی کا فن سیکھ رہا ہے جس میں اس سے پابندی اور سرکشی سے واسطہ پڑتا ہے۔

پابندی اگرچہ ظاہری سطح پر مختلف ہتھیاروں سے کام لیتی ہے لیکن اس کا عمل یقینی حدود کا تعین رکھتا ہے جہاں پابندی کو ہی مقید کر لیا جاتا ہے جو ایک ایسا سفر ہے جس میں سے ہر کسی کا گزر ممکن نہیں بلکہ صرف گزران ہی کا ہوسکتا ہے جو تخلیقی وسعتوں کو خود میں سما سکتے ہیں یہ سمانے کا معاملہ بھی عجیب عالم رکھتا ہے جس میں نہ ہی اطراف کا علم ہوتا ہے اور نہ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہی زمین و آسمان کی زندانی جو خود میں خود کی پابند ہوتی ہے۔ جس پر کسی کی پابندی لازمی نہیں ہے مگر یہاں فن سرکشی کو دوام حاصل ہے جہاں سے بھی ہو تعریفوں کی قابل گردانی جاتی ہے جس سے نہ مرنے کا غم اور نہ ہی جینے کی فکر البتہ ہر اس راستے کا گزر یہی سے ہوتا ہے جو نہ ہونے کا پتہ خود میں رکھتی ہے۔

ے ڈبویا مجھ کو ہونے نے
نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا؟

غالبؔ

دنیا میں کروڑوں انسان رہتے ہیں جو کھل کر جینا چاہتے ہیں نیز زندگی کی دولت کو قیمت بے بہا سمجھ کر جی لیتے ہیں یا جینے کی خواہش رکھتے ہیں مگر کچھ پابندیاں ایسی آڑے آتیں ہیں جو جینے کی اجازت نہیں دیتی بلکہ اس پر مختلف قسم کی پابندیاں عائد کرتی ہے اور انسان لاچارگی کا مظاہرہ کر کے واپس لوٹ جانے کی سعی لاحاصل کرنا چاہتا ہے جس میں کامیابی مل جانا عبث ہے اور نتیجے کی بنیاد پر آدمی آرزوؤں اور تمناؤں کی دنیا میں چلا جاتا ہے جہاں سے خود کو پانے کی جستجو کا راستہ نکل آتا ہے۔

ے تمہاری آرزو میں، میں نے اپنی آرزو کی تھی
خود اپنی جستجو کا آپ حاصل ہو گیا ہوں میں

(شہزاد احمد)

اگر پابندی کا عمل دخل موت پر نہیں ہوتا تو کتنے لوگ دنیا میں روزانہ بنیادوں پر پیار سے مرتے یا موت کو گلے لگاتے اور خوشی خوشی خود کو خوش کرتے لیکن نظامِ قدرت کا انداز ہی نرالا ہے کہ جس میں ابن آدم کی سوچ کو کہی سطحوں پر پابند رہنے کا قابل بنا دیا گیا ہے۔ چاہے یہ نظام سماجی اصولوں کی بندش پر مبنی ہو یا آسمانی ہدایات کے مطابق

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہو۔ پابندی کا ہونا اور نہ ہونا خود میں ایک عمرانیاتی مسلہ ہے جو متعلقہ معاشراتی تقاضوں سے متعلق ہو جس کا ہونا کبھی مبارک ہے اور نہ ہونا کبھی نا مبارک ثابت ہوتا ہے کبھی ایک نوید صبح آدم کو جینے کی پابند بنا لیتی ہے اور کبھی شام غم اس پابندی کو توڑنے پر اکساتی ہے دونوں کا مخلوط عمل ایک امتزاج رکھتا ہے جس کا دامن یا تو چاک گریباں معلوم ہوتا ہے یا جس کا حسن عالم بے خوابی میں نکھر جاتا ہے۔

پابندی کے کچھ صنفی تقاضے بھی ہوتے ہیں جن سے گزر کر اس کا گذر ہوتا ہے جن میں کناروں کی پابندی، زلفوں کی پابندی، خیالات پر پابندی، قلم پر پابندی، تعمیر کی پابندی، لباس کی پابندی، ادائے حسن پر پابندی، خیال خیام پر پابندی، نگاہ ناز پر پابندی، لبوں کی پابندی، قانونی پابندی، احساس پر پابندی اور مختلف جذبوں پر پابندی وغیرہ شامل ہے:

؎ لب پہ پابندی تو ہے احساس پر پہرا تو ہے
پھر بھی اہل دل کو احوال بشر کہنا تو ہے

(ساحر لدھیانوی)

وقت کی پابندی کا درس ہمیشہ سے دیا گیا ہے کیونکہ وقت کی پابندی ہر زماں و مکان سے آزاد ہے۔ جس کا راز اسی بیان میں پوشیدہ ہے کہ وقت کی پابندی کامیابی کی ضمانت ہے اور جس نے یہ ضمانت حاصل کی اس کی پابندی اس کے کام آتی ہے مگر جس شخص نے اس پابندی سے بغاوت کی وہ باغی کہلایا اور باغی سے وعدہ ہے کہ جو پابند ہے وہ ہمارا ہے اور جو سرکش ہے وہ یقیناً تمہارا ہے۔ اس ہمارے اور تمہارے کے چکر نے بے چارہ آدمی کو زمین، جائیداد اور نفس وراثت میں دے کر حساب کے ترازو میں مقید کر کے میزان کی قندیل میں معلق کر کے دنیا کی رعنایاں پیدا کر کے آدمی کا دل بہلانے کا حسین فن

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

پیدا کیا اور لزیذ نعمتیں عطا کر کے ہواؤں کو معطر کر کے، سبزہ چمن زاری کا ہنر عطا کر کے، بہتے آبشار پیدا کر کے، پہاڑوں کی تعمیر کر کے اور اسی طرح کی مختلف نعمتیں عطا کر کے جہنم اور جنت کے حد فاصل کھینچ کر بشر کو حشر کے لیے رقم کیا۔ بقول شاعر

ے تیری تلاش میں نکلے تو اتنی دور گئے
کہ ہم سے طے نہ ہوئے فاصلے جدائی کے
(جنید حزیں لاریؔ)

کہا جانا چاہیے جہاں جلوے حسن کے عیاں ہوں اور پابندی ملزوم ہو ، جہاں احساس کی فراوانی ہمیشہ عقل کے حصار میں ہو ایسے جیسے کہ جذبات کے خودسر عناصر کو دشمنوں نے ایک خطرناک پہرے میں رکھا ہو جہاں سے احساس کی آہیں بھی ہوا کی نالیوں سے نکل جانے کا حوصلہ نہ رکھتی ہوں اور اس طریقے کے پہرے میں بصری، شامی، لمسی ،سمعی نیز باقی طرح کے تمام احساس گویا پابندی کے دائرے میں آگئے جس سے انسانی وجود محض ایک ڈھانچہ بن کے رہ گیا جو دیکھتا تو بہت کچھ ہے لیکن کہنے پر پابندی عائد ہے جو محسوس سب کچھ تو کر سکتا ہے لیکن احساسی سطحوں پر پہرے کی وجہ سے محسوسی کیفیات کا اظہار کرنے کی صورت میں نہیں ہے۔ احساسی پہروں کو توڑنے کی کوشش کرنے والے شیر دل انسان یا تو امر ہو جاتے ہیں یا پھر دنیا کی تمام رعنایاں اس پر مفقود ہو کر مقیدی کی حیات میں اس شخص کو درج ہونا پڑتا ہے جہاں احساس پر پہرے تو نہیں لگتے بلکہ پہرے ظاہری وجسمانی اعضاء پر لگ جاتے ہیں اور مقیدی کی ناکامی یہ کہ احساس اور زیادہ تر و تازہ ہو جاتے ہیں لیکن کیا کیا جائے ایسی پابندی کا جو پھر بھی عائد رہتی ہے اور لوگ بھروسے کی بنیاد پر کہتے ہیں کہ ہم پا ہی لیں گے۔ جس کو شاعر نے یوں کہا ہے۔

ے ہم کہ مایوس نہیں ہے انہیں پا ہی لیں گے
لوگ کہتے ہیں کہ ڈھونڈے سے خدا ملتا ہے
(عرش صدیقی)

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تاریخی اوراق گواہ ہیں جنہوں نے وقت کی پابندی کی، قسمت نے ان کو پابند بنا ڈالا اور وہ سب کچھ عطا کیا جس کے لیے شاید وہ بنے تھے اور اس طرح سے ان کی حیات جاویداں بن کر رہ گئی۔ جن کے یہاں اس پابندی کو نکالا گیا ان کو دربدری تقدیر میں دی گئی اور اسی بوجھ کو اپنے کاندھوں پر لادتے لادتے کمری نظر آتے ہیں۔ ان کے چہروں پر تاسف ملتا ہے۔ مستقبل مایوس اور حال کو برباد دیکھ کر یہ اشخاص بار بار اپنی نازک نگاہیں خاموشی سے آسمان کی طرف اٹھا کر یوں گویا ہوتے ہیں:

ے وقت کس تیزی سے گزرا روزمرہ میں منیرؔ
آج کل ہوتا گیا اور دن ہوا ہوتے گئے
(منیر نیازیؔ)

ے اللہ تیرے ہاتھ ہے اب آبروئے شوق
دم گھٹ رہا ہے وقت کی رفتار دیکھ کر
(بسمل عظیم آبادی)

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

یہ اعجاز ہے حسن آوارگی کا۔۔۔!

؎ وہ ماضی جو ہے اک مجموعہ اشکوں اور آہوں کا
نہ جانے مجھ کو اس ماضی سے کیوں اتنی محبت ہے

اختر انصاریؔ

؎ کئی نا آشنا چہرے حجابوں سے نکل آئے
نئے کردار ماضی کی کتابوں سے نکل آئے

خوش بیر سنگھ شادؔ

وہ جب بھی مانگتا ہے مجھ سے میرے ماضی کا حساب تو خاموشی سے کہہ دیتا ہوں ٹٹولو اس کتاب کو جس کے ہر صفحے پر میرا ماضی عیاں ہے اور یہ اظہار ان حالات، ان واقعات اور تجربات کا ہے جن کا تعلق میری نوعمری اور لڑکپن سے ہیں جس کا ہر لمحہ ساتھ ہے آوارگی کا، اس آوارگی کا، جس نے ٹھوکریں دیکر زندگی کا پختہ سفر عطا کیا، جس نے دوستی کرائی تلخ یادوں سے، جس نے گاؤں کی ہر گلی سے واقف کرایا، جس نے دوستوں سے غمگساری کرنے کا سبق سکھایا، جس نے راتوں کو جاگنے کا ہنر عطا کیا، جس نے شام سانجھ سے اداس رہنے کا فن عطا کیا، جس نے تپتی دھوپ میں چلنے کا ارادہ قائم کرایا، جس نے برستی بارش میں بھیگنا میرا شوق بنایا، جس نے بتایا شوق کو جان سے پالا کرو کیونکہ یہ عظیم نعمت ہے۔

آوارگی زندگی کا حسین ترین دور کہلاتا ہے جس میں حضرت انسان آوارہ ہونے کے لئے جی جان لگاتا ہے تاکہ شرف آوارگی حاصل ہو سکے۔ عام معنوں میں آورگی کو بد

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

چلنی، عیاشی بدماشی سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن متعدد سطحوں پر آوارگی کو ان محدود معنوں میں مقید رکھنا نہ صرف سراسر ناانصافی ہے بلکہ جہالت بھی ہے کیونکہ آوارگی کو غلط تصور کرنا بذات خود ایک غلط خیال ہے اگر کہا جائے آوارگی کوچہ گردی ہے، ہرزہ گردی ہے، بے سروسامانی ہے، خیالات کی پراگندگی ہے، دل اور دماغ کی آپسی کشمکش ہے۔جس میں تپ کر آوارہ گرد پختہ خیالی کی اور سفر کرتا ہے تو بے جا نہ ہوگا حالانکہ آوارگی کا عمل love object کی بنیاد پر اظہار انکار کی صورت میں جنم لیتا ہے جس میں آدمی کا دل ودماغ اور حیاتیاتی نظام برابر کا شریک رہتا ہے جس پر ہزارہا علوم اور کتابیں موجود ہیں۔ آوارگی وہ کوچہ گردی ہے جس سے اگر وقت پر صحیح سمت نہ دی گئی تو کوچہ ہی خراب ہو جائے گا بقول شاعر:۔

یہ اعجازہ ے حسنِ آوارگی کا

جہاں بھی گئے داستان چھوڑ آئے

آورگی بعض اوقات دشت گردی پر مجبور کرتی ہے جس کی لاکھوں مثال آج بھی دنیا میں موجود ہیں مجنون نے دشت گردی میں عروج کمال حاصل کیا جہاں ان کا بدن لہولہان بھی ہوا لیکن مجنونی کا جنون اس قدر پختہ تھا کہ دردوکرب کی اذیّت سے بھی وہ پاک تھے جنھیں بس فکر اگر تھی تو لیلا کو پانے کی یعنیٰ یہاں آوارگی کا حسن نکھر جاتا ہے لیکن اس کمال کو پہنچنا معمولی بات نہیں ہے بلکہ یہ ہنر مانگتی ہے صحرانوردی کا شہیدپن کا، گمراہی کا، پراگندگی کا، جو ہر کسی کے بس کی بات نہیں ہے اسی لیئے نامرادی کے عالم میں مایوس ہو کر کچھ عاشق سفرِ آورگی سے آدھا راستہ ہی طے کر کے واپس لوٹ جاتے ہیں جن کے لئے بعض موقعوں پر زندگی انہیں ''ناکام'' کا خطاب عطا کرتی ہے جو سماجی رویّوں کا مقابلہ کرنے میں بھی ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ عاشق تو وہ کہلاتے ہیں جو آورگی میں بھی زندگی کے نازک کناروں پر ڈٹے رہتے ہیں جس میں جگر کاوی کا حوصلہ چاہیئے جو حالات پر ہنر آزما

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بھی ہوتے ہیں اور سماج کے اصولوں کو توڑ کر سینہ ٹھونک کر نئی راہیں قائم کرتے ہیں جنھیں سماج بھی آسانی سے قبول کرنے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے گویا یہاں آوارگی کا زمانہ اپنی ایک قوی سند رکھتا ہے یہ دوسری بات ہے کہ آدمی صحرا نوردی اور بے آرامی کا شکار بھی ہو چکا ہوتا ہے۔ شاعر اس کیفیت کو یوں بیان کرتا ہے

سدا آوارگی صحرا نوردی
نہ دے آرام شوق دشت گردی

آوارگی کا حسن یہ بھی ہے کہ بہت بدنامِ زمانہ آوارہ گرد اچانک بہت زیادہ نیک انسان بن جاتا ہے۔ جس کے دامن کو مُصلح سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ شخص زندگی کی نئی کتاب لکھنا چاہتا ہے۔ جس کی شروعات یقیناً لفظ آوارگی سے کی جانی چاہیئے تاکہ زندگی کی نئی شرح کو ماضی کی تفسیر سے یکسر رد نہ کیا جاسکے۔ زمانۂ آوارگی کی یادیں کوئی بھی شخص مٹانا نہیں چاہتا ہے چاہیئے ذہن میں ہزار طوفانی لہریں بھی آئیں لیکن ماضی کی یادیں سالم انداز میں نہ صحیح غیر سالمیت کے انداز میں اکثر یاد آتی ہیں اور آدمی عجیب سنسناہٹ ولذت سے محظوظ ہو جاتا ہے جس کا ظاہری سطح پر ہلکی سی تبسم کا لبوں کو غیر یقینیت کے عالم میں چھو کر کسی کے اب بھی یادوں میں محفوظ ہونے کا پتہ دیتی ہے۔

ٹھہر گئے مگر آوارگی نہیں چھوڑی
زمانہ چھوڑ دیا وہ گلی نہیں چھوڑی

راحیل فاروقؔ

زمانہ آوارگی میں جو شخص آپ سے دوستی کرتا ہے یا جس سے آپ اپنا دوست سمجھتے ہیں وہ اپنے عزیزوں سے بھی عزیز لگتا ہے جو آپ کے دکھ درد کو آپ کے نبض سے محسوس کرتا ہے جو آپ کے لئے مرنے کو بھی تیار ہے اور جس کے لئے آپ سب کچھ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

قربان کرنا چاہتے ہیں خواہ وہ آپ کے خونی رشتے ہوں یا پرائے۔ زمانۂ آوارگی غمگساری اور چارہ سازی مانگتی ہیں جو صرف آپ کے قریبی دوست ہی آپ کو عطا کر سکتے ہیں غمگساری ایسی کہ کوئی غم ہی نہ آپ کو ستائے اور چارہ جوئی اس قدر کہ آپ زندگی بھر اس پل کو بھول نہیں پاتے کبھی لبِ بام، کبھی گھر کی چھت پر کبھی، ندی کے کنارے کنارے، کبھی مہکتی ہواؤں میں، کبھی پکے فصل میں، کبھی لالۂ زاروں میں، کبھی دامانِ پہاڑ پر، کبھی سمندر کی موجوں میں، کبھی کالج کے کنٹین میں، کبھی چنار کے چھاؤں میں، کبھی لہلہاتے کھیتوں میں، کبھی گلی اور کوچوں میں، کبھی مکتب کے پائین میں اور کبھی چلتی گاڑی میں غرض کہیں بھی جہاں آپ کی آوارگی کو راحت محسوس ہو جائے۔ کچھ لوگوں کی آوارگی بالکل وقت کا زیاں ہوتا ہے جنھیں نہ ہی آوارگی قبول کرتی ہے نہ ہی انہیں عاشق کا درجہ ملتا ہے نہ ہی انہیں محبوب کا اتہ پتہ ہوتا ہے حالانکہ یہ افراد اس خبر سے بھی بے خبر رہتے ہیں کہ وہ کیا کرتے ہیں وہ کیا کرنا چاہتے ہیں وہ کیوں آوارہ ہیں کیوں آوارہ ہوتے ہیں اور آوارگی سے ان کا رشتہ کون سا ہے۔ ان جیسے لوگوں کی زندگی کا راز ڈھونڈ نکالنا نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے یہ جہاں و دنیا میں لاتعلقی کے عالم میں اپنے پیچھے حسین تفسیریں چھوڑ جاتے ہیں جو کسی بھی شخص کے لیے پڑھنے والی نہیں ہوتی ہے نیز ان کی پراسراریت ہی بعضے انہیں لے ڈوبتی ہے جو ان کے لیے فنا اور بقا دونوں کا سامان رکھتی ہے۔ ان کے متعلق لوگ سوچنا چھوڑ دیتے ہیں ویسے بھی اب کے دور میں لوگوں کے متعلق سوچنا یا ان کی خبر رکھنے کا فن کس کو آتا ہے ہاں یہ بات اپنی جگہ مقرر رہے کہ ماضی میں ہر کوئی ہر کسے کے مسلے میں بلا وجہ ٹانگ اڑانے کا فن جانتا تھا یہاں تک کہ محلے والی پڑوسی خالہ، پھوپھی، موسی اور چچی کو تو ایک نوالہ بھی تب تک حلق سے نہ اترتا جب تک پورے محلے کی بستی کو اپنی میٹھی شمشیر سے تیز نہایت پر اثر زبان کی خوبصورت باتوں سے جلا کر نہ رکھتی اور جب بستی کا سکون خاک ہو جاتا تب خود ہی واویلا کرتی پھرتی۔ بہر حال

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

بات ہورہی تھی ان عشاق کی جن کی داستانیں پراسرار ہوا کرتی تھی وہ بھی عوام کے لیے ان حضرات کے لیے تھوڑی ہی ،ان کے لیے تو یہ طریقہ کار ایک انوکھی ریسرچ متھاڈالوجی ثابت ہوتی تھی اور عوام الناس انہیں پاگل یا بے وقوف عاشق سمجھتی تھی لیکن ان کے لیے یہ عمل سودمند ثابت ہوتا تھا۔جس کو شاعر نے یوں کہا ہے:

جوانی کی دوشیزگی کا تبسم
گلزار کے وہ کھلانے کی راتیں
پراسرار سی میری عرض تمنا
وہ کچھ زیرلب مسکرانے کی راتیں

(فراقؔ)

آپ کی ملاقات ان دوستوں سے بھی کرانا چاہوں گا جو اپنی نوجوانی ، جوانی ،ادھیڑپن یہاں تک کہ بوڑھاپا اپنے اس محبوب کے نام کرتے ہیں جس کے کان تک یہ خبر کبھی پہنچتی ہی نہیں ہے کہ فلاں نام کا شخص میرا عاشق ہے لیکن اُن عاشقوں کی جگر کاوئے کا کیا کیجئے جو محبوب کا دیا ہوا ہر غم اوران کی ہر بات مقدس پیغام کی مانند قبول فرماتے ہیں اچانک جب بھی کبھی ایک عاشق کا سامنا اس محبوب سے ہوتا ہے جس کے لئے اُس نے اپنی عمر گنوادی تو وہ محبوب اس سے علیک سلیک دریافت کر کے دفعتاً پوچھ بیٹھتا ہے کہ ابھی تک تم نے شادی کیوں نہیں کی؟ اور عاشق بے چارہ بغیر کچھ بولے ہونٹوں پر مصنوعی ہلکی سی تبسم لاکر کہتا ہے یہ بچی بہت خوبصورت ہے تو جواب ملتا ہے میری ''تیسری لڑکی ہے' بیٹا ماما کو سلام کرو''۔مختصر ملاقات ختم ہوئی دونوں اپنی اپنی راہ لیتے ہیں تو عاشق بے چارہ گنگناتا چلا جاتا ہے۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ے ہائے میری دیوانگی تم نے مجھ کو آوارہ بنا ڈالا

جن بچوں کا بننا تھا باپ ان کا ماما بنا ڈالا

ے بچوں کے ساتھ آج اسے دیکھا تو دُکھ ہوا

ان میں سے کوئی ایک بھی ماں پر نہیں گیا

(حسن عباس رضا)

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

صفحہ کاغذ پر جب موتی لٹاتا ہے قلم

کانپتے ہیں اس کی ہیبت سے سلاطین زمین
دبدبہ فرمان رواؤں پر بٹھاتا ہے قلم

جب قلم فیصلہ صادر کرنے والے لوگوں کے ہاتھ میں آتا ہے تو موت اور زندگی کا تعین کرتا ہے یہی قلم جب حساب لکھنے والے فرشتوں کے ہاتھ آتا ہے تو آدمی گناہ اور ثواب کے ترازو میں لٹک جاتا ہے اور آخرت کے لیے قلمبند ہو جاتا ہے۔ ایک طالب علم دنیا کے تمام علوم کو جب حاصل کر لیتا ہے، پڑھ لیتا ہے، جان لیتا ہے اور دماغ میں ان علوم کے حاصل شدہ مقاصد کو محفوظ رکھتا ہے تو اس کا ابتدائی سفر قلم کی سیاہی سے ہی شروع ہو جاتا ہے اس طرح طالب علم اور قلم کے درمیان گہرا رشتہ پیدا ہو جاتا ہے یہ وہ رشتہ ہوتا ہے جس کا خون سے بھی عزیز تر ہونا لازم ہے کیونکہ اسی سے علوم کو دوام حاصل ہے کہ وہ رقم ہو رہا ہے۔

شاعر، ادیب تب نام حاصل کرتے ہیں جب ان کا کلام، ان کا کام تحریری صورت میں عوام یا قاری تک پہنچ جاتا ہے یہ رشتہ شاعر اور قاری کے درمیان قائم کرنے کا سہرا صرف قلم کو ہی جاتا ہے۔ عام یا خاص لفظوں میں علمِ فلسفہ، علم ریاضی، علم شعریات کو بہترین اداکاری سے رَشحات کرنے کا ہنر بھی صرف قلم کو ہی ہے۔ انسان کو ذلت، پستی، بربادی سے کامیابی اور روشنی کی طرف لے جانے کا کام بھی قلم ہی نے کیا ہے اور کرتا بھی ہے۔

بے نام موت کی تحقیق اور تفتیش شروع ہو جاتی ہے تو سارا کام قلم سے کیا

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

جاتا ہے جس کی تحقیقی لہریں اپنے اندر لاکھ اشکالات رکھتی ہیں جس کی بنیاد پر موٹی فائلیں وجود میں آتیں ہیں اور اس سے کام آگے بڑھتا ہے جس میں قلم کی سیاہی نہایت اہم رول نبھاتی ہے۔ اس کو شرف حاصل ہے کہ یہ ہزار طرح کے روپ اختیار کرتا ہے جس سے چاہیئے عزت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہیئے بربادی کی طرف لے جاتا ہے اور جس ہاتھ سے قلم چھوٹ جاتا ہے وہ ہمیشہ کے لیئے خالی رہتا ہے قلم کے اہداف کسی بھی صورت میں مقرر نہیں ہے بلکہ اس کے اہداف لامحدود ہے قلم کسی کے سر کو قلم کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے اور کسی کے خطاؤں کو سر قلم کرنے کا وصف بھی رکھتا ہے۔

کلام الٰہی کو بندوں تک تحریری صورت میں پہنچانے کا کام بھی اسی مقدس قلم کو سونپا گیا۔ دنیا میں جب قتل وغارت گری کا بازار گرم کیا جاتا ہے اور لاکھوں لوگوں کے سر سرعام قلم کیے جاتے ہیں، کچھ لوگوں کو پھانسی دی جاتی ہے، بچوں کو بے رحمی سے قتل کیا جاتا ہے، تو اس کا حکمنامہ بھی قلم سے ہی قلمبند کیا جاتا ہے گویا اس سے شرف دونوں طرح کے حاصل ہیں۔ اس بات کا وعدہ ازل سے مقرر ہے کہ قلم کی طاقت کو کسی بھی صورت میں کم ہونے نہیں دیا جائے گا کیونکہ یہ ایک ایسی قیمت بے بہا ہے جس کا نعم البدل ممکن نہیں اللہ پاک قلم کی قسم لیکر خود اس کی اہمیت واضح کرتے ہیں "قسم ہے قلم کی"، / "جس نے قلم کے ذریعئے علم سکھایا"

مطلب صاف ہے کہ قلم علم سکھانے کا مالک ہے جس نے علم وعقل کی فراوانی سے لوگوں کو منور کیا جس نے عالم تخیل سے خیالات کو پکڑ کر انہیں صفحہ قرطاس پر رقم کیا اور تلاش وجستجو کی نئی راہیں مسخر کیں جہاں نئے علوم کو حاصل کرنے کا طریقہ تحقیق دانوں نے قائم کیا۔ تاریخی اوراق گواہ ہے کہ بنی آدم نے پہلے پہل لکھنے کا فن جب سیکھ لیا تو پتھروں پر چھوٹے اوزاروں سے تحریریں کنندکیں اور بعضے ریت پر اپنی انگلیوں سے کام کی باتیں رقم کی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

۔نیز درختوں کے پتوں پر بھی تحریریں درج کی گئی، یہ ترقی کا عمل آگے بڑھتا گیا اور آدمی نے چاند پر اپنی کمندیں ڈال دیں۔ یہ سفر یا اس سے متعلق سب علم قلم کی سیاہی سے ہی سب محفوظ ہو چکا ہیں۔ تاریخی واقعات گواہ ہیں جہاں جنگ وجدل سے راستے نہیں نکلے وہاں وہاں قلم سے کام لیا گیا اور دشمنوں کے دل پگل گئے دوستی کی فضائیں قائم ہوئیں بقول شاعر

صفحہ کاغذ پر جب موتی لٹاتا ہے قلم
ندرت افکار کے جوہر دکھاتا ہے قلم

(شورش کاشمیری)

مختلف سطحوں پر قلم کیمرے کا کام کرتا ہے اور قلم کار کی تخلیقی کاوشوں سے کھینچی گئی قلمی تصویر دفعتاً کیمرے سے لی گئی تصویر سے عمدہ اور بہترین معلوم ہوتی ہے جس میں فرد کا حلیہ الفاظ کی بہترین ترتیب میں تشکیل دیا جاتا ہے اور سچی تصویر سے بھی زیادہ اچھی لفظی تصویر بن جاتی ہے۔ پڑھنے والے کے سامنے شخص کا حلیہ حسین پیرائیوں میں کھل کر رکھ دیتی ہے اور شخص کی رگ رگ سے قاری نہ صرف واقف ہو جاتا ہے بلکہ تمام تر سوانحی کوائف سے بھی آشنا ہو جاتا ہے۔ اکثر علمی ادبی اور سماجی حلقوں میں یہ بحثیں عام رہتی ہیں کہ قلم کی طاقت تلوار سے زیادہ ہے یا تلوار قلم سے زیادہ طاقت ور ہے۔ یوں تو بحث اپنی جگہ مقرر بھی ہے اور مقدم بھی لیکن انسانی تہذیب ان ہزار واقعات سے بھی ناواقف نہیں ہے جن واقعات میں تلوار ہار گئی اور قلم نے اپنی جیت قائم کی۔ فرق ضرور واضح ہے کہ تلوار نے کروڑوں نہتوں کو بے گناہی کی پاداش میں موت کی آغوش میں سلا دیا لیکن سچ یہ بھی ہے کہ قلم کی تحریر نے نسلوں کی نسلوں کو تلوار کے ایک وار کے مقابلے میں کمزور ثابت کیا اور قلم سے کام لینے والے حضرات کو محفوظ کیا۔ سقراط نے سچائی کی خاطر زہر پی لیا اور اس سچائی کو قلمبند کر کے قلم نے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تاریخ رقم کی، جن ممبران نے فیصلہ سنایا وہ تلوار کا وار تھا لیکن اس تلوار کے وار میں کون شامل تھے کسی نے یاد نہیں رکھا مگر قلم کی سیاہی نے سقراط کو حیات بخشی۔

قلم کو اس لیے تلوار کرنا
کہ بڑھ کے ظلم پر ہے وار کرنا

صبیح صبا

قلم اور اس کی صحت کے متعلق بہت سارے محاورے، ضرب الامثال یا کہاوتیں موجود ہیں جن کا آئے روز عام گفتگو میں استعمال کیا جاتا ہے جن سے کام بھی نکل جاتا ہے اور صحت زبان پر عبور بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ مثلاً قلم چلانا، قلم توڑنا، قلم زنی کرنا، قلم بند کرنا، قلم کی سیاہی، قلم کا سپاہی، قلم کا مزدور، قلم کا رہونا، قلم چھوڑ جانا، سر قلم کرنا، بیک جنبش قلم، جلی قلم سے لکھنا، دو قلم کرنا، زبان قلم ہونا قلم نے ایک جہان سے لڑائی باندھ رکھی ہے وغیرہ، جس کا قلم چلتا ہے وہ چمکتا ہے دنیا اس کی داد دیتی ہے اور اس کی تقدیر کا قلم بھی صاف صاف لکھتا ہے جس سے شاعر نے یوں قلمبند کیا ہے۔

میرے قلم پر ہوئی جس گھڑی نظر تیری
میرے سخن کو، مجھے، ذی وقار تو نے کیا

قلم زنی کرنے کا فن چالاک لوگوں کو آتا ہے خاص طور پر ان افراد کو جو سرکاری نوکری کے تیئں پانچوں انگلیاں گھی میں رکھنا چاہتے ہیں اور سبکدوش ہونا ہی نہیں چاہتے ہیں۔ خود کی تاریخ پیدائش کو سرکاری ریکارڈ میں کم دکھانے کے لیے بہت سارے سرکاری آفیسر سروس ریکارڈ میں قلم زنی کرتے ہیں تاکہ اپنی عمر سے زائد سرکاری خزانے کو لوٹا جا سکے۔ ویسے بھی قلم زنی ہر شعبے میں کی جاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحبان مریض کی موت کی سند میں بھی اصلی حقائق کو چھپا کر قلم زنی سے کام لیتے ہیں۔ ممتحن صاحبان ناکام ہوئے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

طلاب کو کامیاب کرنے کے معاملے میں بھی قلم زنی کے شوق کو عملاً کر اپنی جیبیں گرم کرنے کا ہنر جانتے ہیں لیکن تمام حضرات اس خبر سے بے خبر ہے کہ اگر کبھی اللہ نے ان کی عمروں اور کامیابیوں کو لے کر کے قلم زنی شروع کر لی تو کیا ہوگا؟

اکثر و بیشتر دوستوں کو قلم تحفے میں دے جاتے ہیں ان تحائف کی نوعیت تحائف دینے والے اور لینے والے اشخاص کی محبت، دوستانہ تعلقات، علمی یا ادبی قد سے متعلق ضرور ہوتی ہے اب اگر عاشق معشوق بھی علمی ذوق سے بھرے ہوئے ہوں تو ان کے درمیان بھی محبت کی نشانی کے طور پر قلم ہی کام آتا ہے جو محبت میں اضافہ کرنے کے ساتھ ساتھ لکھاوٹ میں بھی دلچسپی پیدا کرتا ہے کچھ عاشق حضرات قلم کے اندرونی خول کے حصے میں اپنے اور اپنے محبوب کے نام کی پرچی پلس نشان کے ساتھ رکھ لیتے تاکہ چوری ہونے کی صورت میں آسانی سے پہچانا جاسکے۔قلم کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دوست اور دشمن کی کوئی تمیز نہیں بلکہ یہ ہمیشہ غیر جانب دارانہ انداز تحریر روا رکھتا ہے۔دوست کو پیار بھرا پیغام لکھنا ہو تو قلم مرکزی کردار کی حیثیت سے کام کرتا ہے دشمن کو پروانۂ روانہ کرنا ہو تو پروانۂ کو زبان قلم دیتا ہے۔اس طرح سے قلم اس تمیز سے بالکل پاک ہے۔

قلم کا اعجاز یہ بھی ہے

؎ تیرے کہے ہوئے لفظوں کی راکھ کیا چھڑیں
ہمارے اپنے قلم کی صداقتیں بھی گیں

؎ مجھ سے کیا بات لکھانی ہے کہ اب میرے لیے
کبھی سونے کبھی چاندی کے قلم آتے ہیں

قلم چلاتے چلاتے لکھے جانے والے الفاظ انسان کے تخیل میں ہمیشہ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کے لیے محفوظ ہو جاتے ہیں۔اس طرح سے انسانی ذہن کی ڈکشنری میں لفظوں کا ایک انبار جمع ہو جاتا ہے جن سے ضرورت کے مطابق تقریری یا تحریری صورت میں کام لیا جاتا ہے ۔اس سے انسان کے لیے ترسیل اور مفاہیم کی راہیں نہایت آسان ہو جاتی ہیں ۔ نیز خیالات واضح لیکن عہد جدید یا الٹرا ٹیکنالوجی دور جس میں قلم کا استعمال مفقود ہے جہاں سب کام ای ٹکنالوجی کی مدد سے کیا جاتا ہے۔نہ صرف قلم کا استعمال کم ہو گیا ہے بلکہ کاغذ پر لکھائی کا کلچر بھی اب ختم ہو گیا یوں کہیں کہ اب انسان کا رشتہ کتاب، قلم اور کاغذ سے مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے اب ان کی جگہ سمارٹ فون، کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ کے کی بورڈ نے لے رکھی ہے ۔اس تناظر میں ادیب کا وہ اسلوب خاص غلط ملط ہو کر رہ گیا ہے جس کے تناظر میں شاعر نے کہا تھا۔

خط ان کا بہت خوب عبارت بہت اچھی
اللہ کرے حسن زور قلم اور زیادہ

داغ

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

نظر اور نظریہ

لے دے کے اپنے پاس فقط اک نظر تو ہے
کیوں دیکھیں زندگی کو کسی کی نظر سے ہم

ساحر لدھیانوی

کائنات کا مظاہرہ کرنے کے لیے اور فطرت کی بنائی گئی خوبصورت دنیا کو دیکھنے کی خاطر نگاہ یا نظر کا ہونا ضروری ہے۔نظر کا تقاضا یہی ہے کہ یہ نظارہ قائم کر سکے اور نظارہ خود میں فطرت کا بے انتہا مظاہرہ رکھتا ہے جس کی لاتعداد وسعتیں کبھی تصویر جاناں کا روپ دھار لیتی ہے تو کبھی خیالات کی حسین وادیاں پیدا کرتی ہیں جن سے عام نظر یا نگاہ کا سفر نظریہ اور نظریات کی وسیع و عریض جہان میں مسکن ڈالتی ہے جس کی نہ کوئی صورت ہوتی ہے نہ ہی کوئی سیرت جو نہ کوئی خاکہ کھینچتی ہے اور نہ ہی کوئی ڈراما کھیلتی ہے اس کے کھیلنے کا ہنر بھی نرالا ہے جو خیالات کی تمام دہلیزیں پار کر جاتا ہے تو زندگی کی نئی تعبیریں سامنے آتیں ہیں جن کی گہری نسبت انسانی مزاج، اس کی دانشمندی، اس کی بزلہ سنجی اور اسی طرح کے مختلف لسانی، علمی، ادبی، تجرباتی، مشاہداتی، تجزیاتی معاملات سے متعلق ہوتیں ہیں۔

نظر لفظ کے ساتھ مختلف صفتیں اور اِسمیں جوڑی گئی ہیں جن کی بدولت نئی لفظی ترکیبیں سامنے آئیں ہیں جن سے کبھی کبھار لسان دان لفظوں کا سوداگر بن کر ان کا سودا بھی انوکھی جملہ بندی اور لسانی کھیل کے ساتھ پیش کرتا ہے۔آئیں ہم بھی تھوڑی دیر کے لئے اس کھیل کے تماشائی بن جاتے ہیں۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

''نظر ہی نظر میں'' کا استعمال اکثر و بیشتر اہل علم و ادب کرتے ہیں یہ متعلق فعل ہے جس کے معنٰی ہے ''آنکھوں کے اشارے میں'' آنکھوں کے سامنے، آنکھوں آنکھوں میں۔ بعض اوقات یہ جملہ محاوراتی زبان میں استعمال کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ نکالا جاتا ہے آنکھوں میں دیکھنا، اشاروں میں ہی دیکھنا غرض یہاں نظر کو دوسری نظر کا محتاج گردانا جاتا ہے اور یہ دوسری نظر خود شخص کی ہو سکتی ہے، اس کے دشمن کی ہو سکتی ہے، اسکے دوست کی ہو سکتی ہے، یا اس کے محبوب کی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ دوسری نظر محبوب کی ہے تو یہ ہزار ہا بار پاک بھی ہے اور صاف بھی اس نظر کا کوئی اندزہ ہی نہیں کر سکتا کیونکہ محبوب کی نظر کبھی جھیل کی گہرائی کی سی وسعت رکھتی ہے تو کبھی سمندر جیسا منظر کبھی دریا کی روانی اپنے اندر سمو دیتی ہے اور کبھی تمام حدود کو توڑ کر لامکان کا سا نقشہ پیش کرتی ہے جہاں سے عاشق کی نظر حد نگاہ کو بھی عبور کر کے نظر بازی کا ثبوت دیتی ہے جہاں سے آدمی مردم شناس بن کر نکلتا ہے اور صاحب نظر بن کر ہر اس نظر کو 'نظر انداز' کرتا ہے جو اس کی طرف یا اس کے محبوب کی طرف اٹھتی ہے۔

نگاہ ناز کے سودا کا بھی عجیب عالم ہے جہاں سوداگری کا ہر اصول نفع و نقصان کی قیود سے ہر وقت آزاد رہتا ہے جس میں سوداگر اور خریدار ایک دوسرے پر فنا ہونے کو تیار ہوتے ہیں اب اگر سوداگری کی عمر پختہ پن کو پہنچ جاتی ہے تو مدون ہو جانے کا عمل قریب تر نظر آتا ہے اس طرح سے اس نظر آنے کا عمل نظریہ کی صورت اختیار کر جاتا ہے جس کا تمام تر دارومدار شہر دل کی کاروباری منڈی پر مبنی ہے جہاں کا موسمی حال مستقبل کی کامیابی کا اندازہ طے کرتا ہے کہ کس قدر سیلابی ریلوں کو روکا جا سکتا ہے زلزلوں کو برداشت کیا جا سکتا ہے طوفانوں کا مقابلہ کیا جا سکتا، سونامی کو ٹالا جا سکتا ہے یا کہ سنگ ساری کو روکا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

شہر دل کی سڑکیں کبھی ویرانوں سے ہو کر کے گزر جاتی ہے تو کبھی ریگستانوں میں سے سر آب کو کھوجنے کی سعی میں لگ جاتی ہیں بعض اوقات گھنے جنگلوں، خوف ناک سمندر کی لہروں سے بھی راستہ بنانے کی کوششیں جاری رہتی ہیں۔ ہماری نظر کے لئے امتحان کی گھڑی تب ہوتی ہے جب انجانے میں ہم کسی کو نظر انداز کر دیتے ہیں تو ہم پر نظر کجی کا الزام عائد کیا جا سکتا ہے جو ہم کو دشمن ثابت کرنے کے لئے کافی ہے۔

بد قسمتی سے اگر آپ کی دشمنی کو سیاسی رنگ سے نوازا گیا تو آپ کو گسٹ ہاوس میں یا اپنے خانہ میں نظر بند کر دیا جائے گا تا کہ آپ کی آنکھیں گھر کی کھڑکیوں سے بھی جھانک کر کچھ نہ دیکھ پائے اور اس طرح سے آپ نظر بوسی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ نظر بوسی کرنے کا فن بھی اچھی مہارت چاہتا ہے اس کے لئے آدمی کا نہایت نظر شناس اور نظر بین ہونا ضروری ہے تا کہ وہ تخیلی سطح پر نظروں سے چومنے کا کام کرے جس سے بعض اوقات نظر آشوبی سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور فتنہ پروری کو مختلف شعری اصطلاحوں سے یاد کیا جاتا ہے
۔

مجلس اغیار میں عاشق اور محبوب کے لئے جس لفظ کا سہارا لینا مناسب سمجھا جاتا ہے اس سے ''نظر پوسی'' کہا جاتا ہے جس کے عام معنٰی ہے آنکھ چرانا، نظر چرانا گویا غیروں پر ان کے داستان عشق کی حقیقت کا واں نہ ہو جانا بقول مومنؔ:

غیروں پہ کہیں کھل نہ جائے راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزہ غماز دیکھنا

لیکن تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں جس بھی شخص کو بیرونی سطح پر تاڑ لیتے ہیں اس کے اندرون کا سارا نقل نکال دیتے ہیں اور ایک نظریہ قائم کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں مگر کچھ ہی کامیاب قرار پاتے ہیں جن کے یہاں ہنر مندی اور تجربات کی وارداتیں کام

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

آتیں ہیں وہی صاحب نظر کہلائے جاتے ہیں نیز کچھ اشخاص صاحب دل کہلوانے کی بھی خواہش رکھتے ہیں مگر صاحب دل کو پہچاننا قدرے مشکل معاملہ ہے۔ حالانکہ حق تو یہ ہے کہ سب سے بہترین اور مکمل نظریہ اہل دل ہی قائم کر سکتے ہیں جنھیں شاید کسی اعلیٰ شعور کی ضرورت درپیش رہتی ہے جس کے لئے علم ہونا ضروری نہیں، فلسفی ہونا شرط نہیں یا کوئی مبلغ ہونا اہلیت نہیں بلکہ یہ ایک ایسی صلاحیت مانی جاتی ہے جو خداداد ہوتی ہے جس میں کوئی کسب فیض والا عمل درکار نہیں ہے جس میں کسی امتحان کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی لیکن اگر پڑتی ہے تو وسعت قلب کی۔

ہر دھڑ کتے پتھر کو لوگ دل سمجھتے ہیں
عمریں بیت جاتی ہیں دل کو دل بنانے میں

بشیر بدر

نظریہ سے یہاں مُراد ''کسی نقطۂ نظر' اصولی مسئلہ یا کسی مظہر کی فرضیاتی تشریح سے ہے نہ کہ کسی خاص نظریہ کی شرح یا تفصیل مقصود ہے، واضح رہے عالمی سطح پر مختلف نظریے موجود ہیں یا ایسی تھیوریاں جن کو مختلف علماء، سائنسدانوں اور تجربہ کاروں نے رقم کیا جو تحریری صورت میں مخصوص مضامین کے لٹریچر میں موجود ہیں۔ نظریہ کا سفر آگے چل کر نظریات کی وادی میں جب داخل ہوتا ہے تو نئی مختلف تراکیب اور نئے اصولی، تجرباتی، مشاہداتی فلسفوں کی گونج سنائی دیتی ہے جو کہ الگ الگ نظریات کی بنیاد پر سامنے آتے ہیں جن میں نظریاتی محاذ آرائی نظریاتی مملکت، نظریاتی وابستگی، نظریاتی کشمکش، نظریاتی سرحد، نظریاتی جنگ، نظریاتی تعصب شامل ہیں ان تمام تر نظریات میں بنیادی طور پر نظریہ کا عمل دخل شامل ہے یا یوں کہیں کہ یہ تمام نظریات اپنی اپنی سطح پر انفرادی حیثیت، اصولی فکر کی مالک ہیں۔ ہمارا یہ سوال کہ کیا نظریہ ہر کسی کے لئے ضروری ہے؟ اب بھی طشنہ طلب

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہے دراصل نظریہ کی حد بندی کرنا اس کی صحت کے لئے نقصان رساں ہے اس لئے اس سوال کا جواب اس طریقہ سے پیش کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے کہ ہر ذی حس کو زندگی کے نشیب وفراز میں نظر سے نظریہ تک کا سفر گزارنا پڑتا ہے کیونکہ زندگی گزارنا خود میں ایک طویل اور کٹھن نظریہ ہے جس تک کم ہی لوگ کامیابی کی صورت میں پہنچ پاتے ہیں اکثر اشخاص زندگئی کو بسر کرنے کے لئے کوئی نظریہ قائم نہیں کر پاتے لیکن متعدد صورتوں میں گھریلونظریہ سے بہرحال ہر عام شخص کا گزرنا ضروری ہے۔ گھریلونظریہ سے مُراد ''وہ نظریہ جو گھر کی سطح تک اثرانداز ہو، مقامی زاویہ نظر'' جوخود میں کثیرالمعنی ہے۔

انسانی آبادی کی نشو ونما میں ایک سماجی نظام کی ضرورت ہوتی ہے اس نظام میں مختلف ضمنی معاشرتی تعلقات قائم کئے جاتے ہیں جن کے ذریعے سے سماجی رابطے وجود میں آتے ہیں اور اس طرح رشتہ داری کی فضائیں استوار ہوجاتی ہیں لیکن ان رشتوں کو سنبھالنے میں جس شعور کی ضرورت پڑتی ہے اس سے سماجی شعور کے نام سے جانا جاتا ہے جس کے عام فہم معنیٰ ''معاشرتی حالات اور مسائل یا گھریلو حالات کوسمجھنے اوران کا آسان طریقہ سے حل نکالنے کے لیے ہر شخص اپنے طور پر کوشش بھی کرتا ہے اوران کی خاطر ایک نظریہ بھی قائم کرتا ہے جن کے خطوط پر چل کران کونظریہ تک رسائی کے مختلف راستے ملتے ہیں لیکن ان راستوں پر چلنے کے لئیے حکمت عملی یا پالیسی کی بھی ضرورت پڑتی ہے کبھی یہ راستے ناہموار یا خاردار ثابت ہوتے ہیں تو کبھی ان راستوں سے گزر کر طویل سفر طے کرنا پڑتا ہے کچھ لوگوں کا قائم شدہ نظریہ آدھا ہی راستہ عبور کر پاتا ہے اور وہی سے رشتوں کے خاتمے کی شروعات ہوجاتی مگران خاتموں کے اصول بھی منفرد ہوتے ہیں مثلاً یہ دھواں کہاں سے اٹھتا ہے والا معاملہ بھی بعض اوقات سامنے آتا ہے جس میں نہایت سنجیدگی اور بردباری کا مظاہرہ کرنا استلزامی بن جاتا ہے۔

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہر اک بات کو چپ چاپ کیوں سنا جائے
کبھی تو حوصلہ کر کے نہیں کہا جائے

ندا فاضلی

زندگی کے مقرر کردہ سفر میں آدمی اکثر و بیشتر سماجی جبریت یا سیاسی مجبوری یا پھر اقتصادی منافع بخشی کی خاطر اپنے مخصوص نظریات چھوڑ بھی دیتا ہے اور باقی بااثر لوگوں کے تسلط کے تحت انہی کے قائم کردہ نظریات پر عمل کرنا شروع کرتا ہے اور اس طرح سے اس کا نظریہ ہمیشہ کے لیے دم توڑ دیتا ہے۔ نیز وہ شخص گرگھٹ کی چال چل دیتا ہے تو سماج اس کی متزلزل مزاجی پر لن ترانی کرتا رہتا ہے۔ معاشرتی زندگی میں اکثر اوقات خونی رشتوں کے درمیان نظریاتی جنگ رہنے کی وجہ سے پھیکا پن بڑ جاتا ہے اور وقت کے ساتھ ساتھ دوریاں بھی بڑتی رہتی ہیں حالانکہ کچھ ادوار ایسے بھی آتے ہیں کہ یہ رشتے محض نام کے موجود رہتے ہیں مگر کیا کیجیئے گا اس نظریاتی یا فکری نظام کا جو بہرصورت آپس میں ایک واضح فرق رکھتا ہے اور نظریوں کا یہ فرق بے سبب، بلاوجہ بے قصور آدمی کو قصوروار بھی ٹھہراتا ہے اب اگر بے قصور شخص بیچارہ اپنی صفائی پیش کرتا ہے تو نتیجہ یہ نکلتا ہے:

میں بولتا ہوں تو الزام ہے بغاوت کا
میں چپ رہوں تو بڑی بے بسی سی ہوتی ہے

بشیر بدر

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

معشوق مزاجی جسے کہا جائے

؎ نگاہیں اس قدر قاتل کہ اُف اُف
ادائیں اس قدر پیاری کہ توبہ

آرزو لکھنوی

جلوہ گری کا مظاہرہ کرنا نسل آدم کی فطرت میں شامل ہے جس سے انسانی دنیا میں حسن کی اداکاری سامنے آتی ہے اداکاری کا خوبصورت عمل حسین امتزاجی مزاج رکھتا ہے جس میں عطائے شوق کا ہر ہنر پنہاں ہے جو ہر لحظہ نئی طور رکھتا ہے جس کا بدلتا انداز تبدیلی کا اشارہ کرتا ہے ایسی تبدیلی جو یا تو آدمی کو فریفتہ پن کا جذبہ دلاتی ہے یا پھر خودکشی پر اکساتی ہے اکسانے کا فن بھی کیا خوب طریقہ کار رکھتا ہے جہاں عیوب میں بھی جلوہ حسن کاری کی کرنیں پھوٹ پڑتی ہیں جو بھلے چنگے سیدھے سادھے آدمی کو عاشق بنا ڈالتی ہے اور وہ بیچارہ ایسی آگ میں جلنا شروع ہو جاتا ہے جو ''بُجھائے نہ بجھے اور لگائے نہ لگے''، لیکن بجھانے کے بجائے مخاطب کی سادہ مزاجی لگانے پر زیادہ وقت صرف کرتی ہے۔

معشوق کوئی پیدائشی فرد نہیں ہے بلکہ ایک اس مانس، وجود یا شخص کا نام ہے جس کی بنیاد عاشق کے ہاتھوں پڑتی ہے۔ عاشق (فریفتہ) جس عمارت پر بھی گہری اور لاجواب نگاہ ڈالتا ہے نیز جس ڈھانچہ کو بھی عروج کمال بخشنا چاہتا ہے اپنی فن کاری سے، تجدید کاری سے، ہنرمندی سے تو اس عمارت کا نام معشوق پڑ جاتا ہے۔

عاشقی ہر فرد کے بس کی بات نہیں ہے نہ یہ ممکن ہے کہ ہر نگاہ معشوق پیدا کر

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

سکے نگاہِ مجنون نے لیلا کو دنیا میں علیٰ مقام عطا کیا، فرہاد کے ہتھوڑے نے شیرین کو دوام بخشا، زلیخا نے معشوق یوسف کو قید کرایا۔ حضرت موسیٰ کو معشوق ازل نے طور سے بے خود کرایا، عاشق نے نارِ نمرود کو گلزار کرایا۔ اس اعتبار سے لامحدود کو محدود میں قید نہیں کیا جاسکتا ہے شاید اس کی بنیادی وجہ اس کی سدا بہار جمالیاتی حس ہے جو خود میں کوئی ٹھوس وجود نہیں رکھتی بلکہ تجریدی آرٹ کی طرح صرف تصوراتی حلیہ کی مالک ہوتی ہے جس کے اطراف و اکناف کی کوئی خبر نہیں رہتی ہے یا یہ کہ عاشق کا محور مرکز کیا ہے بتانا نہ صرف مشکل ہے بلکہ محال بھی جس میں اگر چہ عملی سطح پر ہر بات کو ثابت نہیں کیا جاسکتا ہے مگر محسوسات کی دنیا قائم کی جاتی ہے۔ جہاں کسی اصول فکر، ضابطہ اخلاق یا کوئی قانونی رکاوٹ آڑے نہیں آتی۔

معشوق کو محاصرے میں لینا عاشق کے لئے نہایت صبر آزما کام ہوتا ہے۔ جس میں نقشے کا انتخاب، علاقے کا وسعی پھیلاؤ سیاسی میدان کی گرم بازاری، معشوق کے نگہبانوں کی حفاظت کا انتظام، رقیبوں سے دشمنی جیسے معتدد مسائل کا سامنا رہتا ہے۔ خیالات کو احاطے کے اندر مقید کرنا اس لئے بھی ناممکن مسئلہ ہے کیونکہ ان کا ایک سرا ہاتھوں میں لیجئے تو دوسرا پھسل جائے مگر اس کا کیا کیجئے کہ خیالات کا پھسل جانا محبت کی بنیادی علامت ہے ایسی علامت جسکی تعبیر کی ہی نہیں جاسکتی اس اعتبار سے حد بندی کا تعین یقیناً مشکل مسئلہ ہے۔ خیالات کی افراتفری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ بکھر جاتے ہیں جن کا بکھراو موج دریا کی طرح کبھی کناروں سے ٹکرا جاتا ہے تو کبھی دریا کے درمیان رواں دواں ہوتا ہے دل کی گلکاری ہزار طرح کی حالتیں رکھتی ہیں جن کی بدولت معشوق کی حیثیت کو جانا اور پہچانا جاتا ہے جو کہ ظاہری سطح پر اظہار ذات کی بنیادی مثال قائم کرسکتا ہے۔ معشوق کی ہر اس ادا پر عاشق جان لٹانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے جس سے انہیں کسی بھی قسم کی تسکین حاصل ہو جاتی ہو اور ہر اس عاشق کے خطا او سان ہو جاتے ہیں جو

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

فطرتاً معصوم اور سچا عاشق ہوتا ہے۔

؎ خدا بچائے تری مست مست آنکھوں سے
فرشتہ ہو تو بہک جائے، آدمی کیا ہے

خمار بارہ بنکوی

معشوق کی مختلف قسمیں ہمیں ملتی ہیں جن میں چند ایک تو واقعتاً عاشق پر جان نچھاور کرنے کو تیار ہوتے ہیں اس حد تک کہ قربانی کے درجے سے بھی آگے جا کر یا تو ہمیشہ کے لئے عاشق کی بن کر رہ جاتے ہے اپنے اپنوں سے بہ بانگ دُہل اعلان جنگ بھی کر بیٹھتے ہیں اس جنگ و جدل کے عمل میں یہ لوگ ہمیشہ کے لئے اپنے خون کے رشتوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ان عاشقوں کو جنھیں اپنے محبوب حاصل ہوں کو چاہئے کہ اپنے معشوق کو جان سے بھی عزیز رکھیں یہاں تک کہ ان کے لئے اپنی جانیں نچھاور کریں جیسے انھوں نے کی ہوتی ہیں۔ معشوق کے مزاج کا امتزاجی عمل قدرے مختلف اور سیمابی بھی ہوتا ہے جس میں ہر آن تبدیلی کا خطرہ لاحق رہتا ہے ایسی تبدیلی جس کو تبدیل کرنا چیلنج ثابت ہوتا ہے جس میں خیالات کی جادوگری، دل کی آفسردگی، دماغ کی پریشانی، سماجی سیٹ آپ کی متعدد رکاوٹیں شامل ہوتیں ہیں آگاہی کا خوبصورت اطلاقی نظام بھی کئی سطحوں پر عاشق معشوق کو ایک دوسرے سے دور کرنے کا کام بخوبی انجام دیتا ہے جو صرف جلتی پر تیل لگانے کا کام کرتے ہیں جس سے آگ پہلے دل میں لگ جاتی ہے اس کے بعد پورے بدن کو راکھ کر دیتی ہے یہاں تک کہ سارا گھر اس آگ کی زد میں آتا ہے اور اسی طرح یہ آگ پوری بستی کو جلا دیتی ہے۔

معشوق فریبی اس معشوق کو کہا جاتا ہے جس میں یہ ہنر پوشیدہ ہوتا ہے کہ محبوب کو فریب دے۔ فریب دینے کی حیثیتیں نرالی ہوتی ہیں یہ ایک انوکھی اور عجیب جگر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کاوی رکھتے ہیں ایک ساتھ بہت سارے لوگوں کو عشق کے چکر میں پھنسا کر ہر ایک کو دھوکے میں رکھتے ہیں ایسے دھوکے میں جس کی پرتیں عمر پیری میں آہستہ آہستہ کھل جاتیں ہیں۔ ایسے بھی ہزار واقعات تاریخ رقم کر چکی ہے کہ جب عاشق معشوق کا ملن ابدی نہیں ہو پاتا ہے تو بادل ناخواستہ ہی اپنی اپنی منزلیں الگ الگ کرنی پڑتی ہے لیکن کیا کیجئے اس محبت کا، اس الفت کا جو باوجود بھلانے کے بھی بھول نہیں پاتے ہیں:

؎ بلاتا لاکھ ہوں لیکن برابر یاد آتے ہیں
الٰہی ترک الفت پر وہ کیوں کر یاد آتے ہیں

حسرت موہانی

اس برابر یاد آنے کا عمل کوئی نہ کوئی راستہ ضرور نکالتا ہے کہ اب دونوں دادا دادی کی صورتیں اختیار کر چکے ہوتے ہیں مگر دل کی جوانی کا نکھار آہی جاتا ہے اور یہ دادا دادی ملاقات کی سبیلیں نکال ہی لیتے ہیں۔ ان ملاقاتوں کی جگہیں پارکوں کے بدلے اسپتال، راشن گھاٹ، سوشل ویلفیر دفاتر یا بنک وغیرہ جیسی آماجگاہیں مقرر ہو جاتی ہیں۔ اس طرح سے دل کا غبار نکل جاتا ہے نیز بات بھی باہر نہیں نکل جاتی لیکن وہ لوگ ان حالات کو جانتے ہیں جو اس دور کے گواہ رہ چکے ہوں۔

معشوق کی سادہ کاری بعضے عاشق کو رحیم بنا دیتی ہے جس میں رحیمانہ انداز اختیار کر کے عاشق اقتصادی سطح پر تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور اس بربادی کے داؤ پیچ بھی دیکھنے کے قابل ہوتے ہیں جس میں فکر و خیال کی وسعتیں بے باک بن کر رہ جاتی ہے لیکن عاشق مجبوری کے عالم میں دل ہار کے رہ جاتے ہیں جس کی وجہ سے کبھی کبھار حالات بگڑ جانے کا خطرہ بھی لاحق رہتا ہے ان حالات میں عاشق کے ہاتھ بھی پھسل جاتے ہیں اور گھر میں محفوظ تجوریوں کو بھی خالی کرنا پڑتا ہے بعض ایسی نوبتیں بھی آجاتی ہیں کہ علاقے کی مرکزی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

جامع مسجد کے سامنے ہاتھ بھی پھیلانے پڑتے ہیں تب جا کر کے کوئی صورت بچنے کی نکل آتی ہے۔

عاشق اور معشوق کا عشق پختہ عمر کو پہنچ کر جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے تو مرحلہ ابدی ملن یعنی ہمیشہ وصل میں رہنے کے لئے شادی کے مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں سے نئے نام شوہر اور بیوی عاشق اور معشوق کی جگہ لیتے ہیں اب شوہر عاشق نہیں رہتا اور بیوی معشوق نہیں رہتی بلکہ شادی کے چند سال بعد دونوں ایک دوسرے کو ترچھی نگاہوں سے تاک کرنا کام حسرتوں کو دل میں بسائیے اپنے ننھے منے کی طرف دیکھ کر لمبی سرد آہیں بھر کر زمانہ عاشقی کو جی بھر کے گالیاں دیتے ہیں۔

عاشقی اور کھجلی میں چند مماثلتیں یکسان نظر آتیں ہیں عاشقی جہاں بھی ہو ابتدائی سطح پر عجب لذت سے گزرتی ہے عین اسی طرح کھجلی جہاں بھی ہو کھجلانے میں کیفیت دلفریب ہوتی ہے جو کیفیت آہستہ آہستہ ناسور کا راستہ ہموار کرتی ہے مگر عاشقی اپنی گہرائی میں پہنچ کر ہزار گھاؤ کو وجود بخشتی ہیں جنھیں کسی دوائی سے نہ ہی ٹھیک کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی دور کیا جاتا ہے بلکہ یہ زخم ہمیشہ ہرے رہتے ہیں جو بغیر پیپ کے رستے رہتے ہیں۔

؎ کون نہ مر جائے ایسی سادگی پہ اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

غالبؔ

؎ حسرتوں کا ہو گیا ہے اس قدر دل میں ہجوم
سانس رستہ ڈھونڈتی ہے آنے جانے کے لیے

جگرؔ جالندھری

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

تیرے خیال کے درودیوار بناتے ہیں

ہم ہے اس کے خیال کی تصویر
جس کی تصویر ہے خیال اپنا

فانی بدایونی

خیال یار کی صورت نہایت ہی خوبصورت خیال ہے جس کا مرکز ومحوردل اوردماغ ہے۔یار جس کی آماجگاہ نگاہوں سے شروع ہوکر کے دل کے ہر گوشے سے منسوب ہے۔یار کا خیال آنا اور یار کا خیال رکھنا دو الگ الگ صورتیں ہیں پہلی صورت شاعری کی آمد سے مشابہہ ہے جبکہ دوسری صورت شاعری کی آوردگی سے مشابہت رکھتی ہے۔یار کا خیال آنا محبت کی انتہا ہے اور یار کا خیال لانا کمزور محبت کی علامت ہے۔جس شخص کو یار کا خیال آتا ہے اور خوب آتا ہے وہ عاشق کہلاتا ہے اس عاشق کا جنون لافانی ہوتا ہے اس طرح کا لافانی کہ شخص خود تو خاک ہوتا ہے لیکن اس کا عشق سر چڑھ کر بولتا ہے اور یہ سر چڑھ کر بولنے کی کیفیت خیال یار کا زبان زد عام کا فقرہ بن جاتا ہے جس کا محاوراتی استعمال مختلف معنوں میں ہوتا ہے جیسے خیال یار کا دامن ہونا، دامانِ خیال یار ہونا، خیال یار کا بھوت بننا، خیال یار کی دنیا بسانا، خیال یار کی چھایا میں رہنا، خیال بندی میں ماہر ہونا، خیال خام کی امید رکھنا، خیال کا فاسد ہو جانا، خیال کا دل میں دوڑنا، خیال یار اتر جانا، وغیرہ۔

جب سنسان رات آدمی کو کاٹنے دوڑے تو خیال یار اس کی بہترین دوا بن

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

جاتی ہے پھراس دواء کا استعمال برمحل حالتیں رکھتا ہے یار کا چہرہ بار بار سامنے لانا، خیال یار کو تکیے کے نیچے رکھنا، خیال یار کی حسین چادر پورے بدن پر اُڑھوڈنا، اپنی آنکھوں کو یار کی حسین آنکھوں میں ڈالنا، گل رعنا کے رخساروں کا بار بار بوسہ لینا، انگلیوں کے نرم احساس کو محسوس کرنا جس سے لذت میں اضافہ ہوتا ہے گویا خیال یار ایک بہترین دوا ہے جس کا کوئی بھی سائڈ افکٹ نہیں بلکہ اچھے افکٹ ہی افکٹ ہیں۔

خیال یار انسان کو مثبت، منفی دونوں رویّوں سے آشنا کراتا ہے جہاں آدم باحوصلہ بن جائے تو خیال یار کا اثر مثبت پڑتا ہوا دیکھائی دیتا ہے جن میں آدمی باوزن با کردار، بردبار اور حلیم نظر آتا ہے ان تمام صورتوں میں خیالِ یار کا خیال نہایت مفید ثابت ہوتا ہے۔خیالِ یار بلا لحاظ جنس و مذہب ہے جس میں ہر نفس کا حق ہے کہ وہ خیال یار سے دامن گیر ہوجائیں اس دور کی زندگی کا ہر واقع، ہر گھڑی ہر لمحہ آدمی کو عزیز ہوتا ہے جہاں زندگانی کا عزیز اور عمدہ سفر پنہاں ہوتا ہے جس کی یادیں ہر دم تازہ اور صحت مند رہتی ہیں جو کبھی بھی پیری عمر کو نہیں پہنچ سکتی ہیں بلکہ ہمیشہ حسین اور نوجواں رہتی ہیں اور یہ یادیں آدمی کو باوصف بنادیتی ہیں۔

بعض اوقات آدمی کی کم فہمی اپنے محبوب کی یاد کو دوسروں کی یاد میں مدغم کرتی ہے جسے فتنے برپا ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں بقول شاعر

ے اک تیری یاد سے اک تیرے تصور سے ہمیں
آگئے یاد کئی نام حسیناؤں کے

حبیب جالب

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

یہ فتنے کبھی کبھار یار کو آگ میں جلنے پر بھی مجبور کرتے ہیں یا یہ آگ ان کی زندگی ہی عذاب بنا دیتی ہے۔ یار کا حُسن انتخاب کی اداؤں پر مبنی ہوتا ہے جس قدر ادائیں لچک دار ہوں اسی قدر انتخاب میں آسائشیں پیش آتیں ہیں اور یہ آسائیش مشکل منزلوں سے گزر کر سامنے آتیں ہیں لیکن بعد میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور بھی مشکلیں سامنے آجاتی ہیں جن کا مقابلہ کرنا آدمی کے بس کی بات نہیں رہتی اس طرح یار کو حاصل کرنے کا ثواب کب گناہ میں تبدیل ہو جائے کہنا مشکل ہے۔ جب آدمی خیال یار سے نکل کر دامانِ یار اور گریبانِ یار کو چاک کرتا ہے تو ایک دوسرے کا وجود مدون ہو جاتا ہے جس کا لازمی نتیجہ خوبصورت خواب کے رنگ کی صورت میں حصول ہے جو ہر لحظ لذیز اور حسین ہوتا ہے اور زندگی شاداب نظر آجاتی ہے۔ لیکن اچانک یہ رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے اور اپنے اس یار کی یاری بے وقت کی راگنی محسوس ہوتی ہے تو خیال یار کا خیال رکھنے والا یار دشمن بن جاتا ہے، بے وفا بن جاتا ہے، ہر جائی بن جاتا ہے اور خیال یار کا حسین پیکرِ فنا ہو جاتا ہے، تباہ ہو جاتا، برباد ہو جاتا ہے نیز اپنے وجود سے خائف ہو کر آہ و بقا اور ستمگری و مظلومیت کا مجسمہ بن کر رہ جاتا ہے نیز باقی سب عہد وفا عہد پارینہ کی داستان بن جاتی ہے جس کے پردوں، جس کی پرچھائیوں نیز یادوں کو یہ مظلوم پیکر صرف کوستا رہتا ہے کہ ہائے وہ وقت جو مجھے اس منزل پر لا کھڑا کر گیا جہاں نہ جینا آسان اور نہ مرنا سہل اور اس طرح خیال یار کا حسن بکھر جاتا ہے وہ تپ تپ کر ایک زندہ لاش کے سوا کچھ نہیں رہتا۔

دل بھی توڑا تو سلیقے سے نہ توڑا تم نے
بے وفائی کے بھی آداب ہوا کرتے ہیں

مہتاب عالم

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

زندگی خیال خام کا فن نہیں ہے بلکہ یہ سوز جگر مانگتی ہے جس کے لیئے لازم ہے کہ بندہ شاکر رہے اپنے خالق کا جس کا اس سے سبق بھی پڑھایا جاتا ہے اور ہنر بھی سکھایا جاتا ہے لیکن بندہ کمینہ ہمیشہ ہی شرم سار نظر آتا ہے اپنی کرتوتوں سے۔ کہنا یوں انسب رہے گا کہ خیال یار کی زینت بھی الگ ہے اور ضمانت بھی جو نظر مانگتی ہے اپنے دلدار کی اس دلدار کی جو اسے ہر فکر سے آزاد کر دیے اور امانت کی طرح سنبھال کے رکھ دے اس رکھ دینے کی صورتیں بھی الگ الگ اور منفرد قسم کی ہیں جو خود میں آسمان نظر آتیں ہیں اور ہر نقش و رنگ سے پاک و معتبر دیکھائی دیتی ہیں بالکل اسی طرح جس طرح سورج کی روشنی، چاہت کی چاشنی، ساز کی نغمگی، رات کی سیاہی، زمین کی زرخیزی، کلام کی شیرینی، حیات کی حقیقت۔

دوستو خیال یار کی ایک اچھی تعبیر امید بھی پیش کی جاسکتی ہے جس کا دامن کافی وسیع ہوتا ہے اور نہایت پاکیزہ بھی جو آدمی کو باحوصلہ بنا دیتی ہے اور باسلیقہ بھی جس کی دنیا جہاں دراز کا میدان مانگتی ہے جو ہزار سطحوں پر پھیلی ہو، لاکھ خیالات پر مبنی ہو جو غم دنیا سے دور اور خیال یار کی یادوں میں محو شبنمی صبح کی طرح، چاندنی نور کی مانند، بہتے دریا کی طرح، ابر آلودہ فضا کی طرح اور دھڑکتے دل کی طرح زندہ جاوید وجود رکھتی ہو۔

تیرے خیال کے دو دو دیوار بناتے ہیں
ہم اپنے گھر میں بھی تیرا ہی گھر بناتے ہیں

جمیل الدین عالی

جناب من! سطح سمندر سے اس کی خاموشی کا راز دریافت کیجیۓ تو ہزار طرح کی داستانیں سنیں کو ملیں گی جہاں سے زندگی کا نیا سبق حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جہاں سے زندگی کی نئی تعبیریں اور تاویلیں مل سکتی ہیں جہاں داستانِ الفت کی رنگینی باہیں کھول سکتی ہے جو اصل میں خیال یار کا سفر آسان بنانے کا ہنر رکھتی ہے جس کی ذات ذرّہ بے نشان ہے جو کوئی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

نشان نہیں رکھتی کوئی پتہ نہیں رکھتی بلکہ اگر رکھتی ہے تو صرف منزل بے نشان کا جس کی سرحدیں لامکان سے بھی تجاوز کرتیں ہیں جنھیں گردِ وغبار کی پرتیں کھا جاتی ہیں عین اسی طرح جس طرح شکاری شکار کو کھا جاتا ہے اور ہوس کی آگ پوری کر لیتا ہے جو کسی کو کسی کا نہیں رکھ چھوڑتی ہے۔ دامان خیال یار کا پکڑنا اس امر کی دلیل ہے کہ یار بہت ہی وفادار ہے جو کسی بھی صورت میں اپنے یار کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتا ہے بلکہ اس سے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے چاہے حالات کیسے بھی ہوں ماحول سازگار ہو یا نہ ہو یہاں صرف عہد وفا کی زندگی حیات بخش ہے جو آدمی خاص کر یار کو باوفا بنادیتی ہے باحوصلہ رکھتی ہے جو کسی بھی صورت میں اس سے بے وفائی نہیں کر سکتا ہے کیونکہ بے وفائی اس سے کبھی راس نہیں آئی ہے اور نہ ہی آسکتی ہے۔ یار کے خیال آنے کی صورتیں عجیب ہوتی ہیں کبھی کبھار یہ صورتیں آدمی کو خودکشی کرنے پر بھی مجبور کرتی ہیں اور کبھی کبھار خودسوزی پر، کہیں سطحوں پر اس کی صورتیں خوبصورت بھی ہوتیں ہیں جو حسین قسم کی موت عطا کرانے کا ہنر رکھتی ہیں اور بعض اوقات خیال یار کی زلفیں آدمی کے لئے پھانسی کا پھندا ثابت ہوتی ہے۔ یہ پھانسی کچھ لوگوں کے لیئے راحت کا سامان ہوتی ہیں اور کچھ لوگوں کے لئے زندگی کا فرار جو شخص کو زندگی کے عذاب سے آزاد بھی کرتی ہے نیز خیال یار سے نجات بھی دلاتی ہے۔

محبت کی داستان زندگی کو رنگینی عطا کرتی ہے وہ رنگینی جو زندگی کو ساز اور سوز عطا کرے جس سے آدمی رنگین اور نرم بن جاتا ہے یا پھر محبت کا پجاری بن جاتا ہے جو اس سے الفت کے اعلیٰ درجے پر پہنچاتی ہے جہاں سے عاشق ان گنت نام حاصل کر لیتا ہے یہ مقام حاصل کرنے کا عالم بھی نرالا ہوتا ہے جہاں آدمی بے فکری اور بے نیازی سے سب کچھ ہنسی خوشی تسلیم کر لیتا ہے چاہیے اس کا مزہ تیکھا ہی کیوں نہ ہو۔ عاشق ان حالات میں کسی کا بھی مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے حالات چاہئے کیسے ہی کیوں نہ ہو

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ماحول چاہے موافق ہو یا نہ ہو۔ ذہن کی آزادی تب سلب ہو جاتی ہے جب عاشق خیال یار کو پوری طرح اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ لیکن اس بات کا خیال رہے کہ خیالِ یار کا دامن کبھی آرام سے ہاتھ میں نہیں آتا ہے بلکہ اس کے تمام سرے ہاتھ سے پھسل جاتے ہیں اس طرح پھسل جاتے ہیں کہ جیسے تیز طرار مچھلی آپ کے ہاتھوں میں آتے آتے پھسل جاتی ہے اور آدمی حیف صد حیف کا نغمہ گا کر دل کو تسلی دینے کی کوشش کرتا ہے وہ کوشش جو کامیابی کی صورت میں ہوتے ہوئے بھی آدمی کو ناکام معلوم ہوتی ہے اور یہ ناکامی کس طرح کا رنگ رکھتی ہے کس ہنر میں مہارت رکھتی ہے کسی کو کچھ بھی معلوم نہیں رہتا۔

؎ شام بھی دھواں دھواں حسن بھی تھا اداس اداس

دل کو کئی کہانیاں یاد سی آ کے رہ گئیں

فراقؔ

؎ یوں برستی ہیں تصور میں پرانی یادیں

جیسے برسات کی رم جھم میں سماں ہوتا ہے

قتیل شفائیؔ

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب

محبت انسانی جبلت کا فطری قرینہ ہے اور اس سے ازل سے قدرت نے انسانی دل میں پیوست کرر کھا ہے اسی طرح جس طرح نفرت اور حسد انسان کی خصلت میں شامل ہے۔نفرت انسان کو انسانیت کے درجے سے گرا سکتی ہے اور حسد کی آگ انسان کے خاکی خمیر کو خاک میں ملا دیتی ہے۔مگر عاشقی کی آگ زہر کو قند اور خار کو گلاب بنا دیتی ہے نفرت کو محبت میں تبدیل کر دیتی ہے، حسد کو مروت بنا دیتی ہے، زمین کو آسمان کر دیتی ہے۔ اندھیرے میں اجالا پیدا کرتی ہے لیکن ہے یہ وہ شے جو صبر طلب ہے، جو صبر مانگتی ہے، صبر چاہتی ہے بقول شاعر:

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب ہے
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک

غالبؔ

عاشقی کا صبر طلب ہونا اور تمنا کا بے تاب رہنا خود میں ایک متضاد عمل ہے جہاں عاشق کا صبر طلب ہونا ضروری ہے وہاں تمنا کا بے تاب، بے قرار مچلتی ہوئی رہنا بھی انتہائی لازمی ہے کیونکہ اسی سے حیات کو لذت حاصل ہے۔عاشقی بازیچہ اطفال نہیں ہے بلکہ دل گردے کا کام ہے عاشق بننا کوئی آسان معاملہ نہیں ہے یہ ہفت خواں رستم والا عمل ہے جہاں نیند بھی اپنی نہیں رہتی اور آرام بھی غیر کے دروازے کی لونڈی بن کر غائب ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

عاشقی ایک سفر ہے۔جس کی ابتداء آنکھوں کے اشاروں سے ہو کر دل کے مختلف گوشوں تک پہنچ کر ہوتی ہے۔جس کی مختلف منزلیں ہوتی ہے ان منزلوں میں جوش، ولولہ،شوق اور نظارہ محبوب کے زلفوں کا خیال خاص قدِخم کا نمایاں سراپا،قدموں کی خاطر داری،محبوب کی گلی کو محبوب رکھنا ، شام سانجھ سے اداس اداس رہنا تمام رات محبوب کے خیالوں کی چادر اوھوڑنا شامل ہے۔شاعر اس عمل کا ذکر یوں کرتا ہے:

طبیعت اپنی جب گھبراتی ہے سنسان راتوں میں
تو ایسے میں ہم تیری یادوں کی چادر تان لیتے ہیں

عاشقی کا ایک بنیادی اور الازمی عنصر ''صبر طلبی'' ہے لیکن صبر طلبی کا مقابلہ یا تصادم ہمیشہ ''بے تاب تمنا'' سے (مُراد وہ تمنا ہے جو کسی کی نصیحت ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتی) ہے جو صرف دل کی نظروں سے دیکھتی ہے اور عقل کے تمام گوشوں کو اخفا میں رکھتی ہے یہ تمنا دنیا سے لڑنے کے لئیے تیار ہوتی ہے۔توپوں اور تیروں کا مقابلہ نہتے کرنا چاہتی ہے ہر اس شخص کو اپنا دشمن تصور کرتی ہے جو اس سے عقل سے کام لینے کی صلح دیتا ہے یہ ''بے تاب تمنا'' وہ ہوتی ہے جو عاشق کو مجنون کا عمل سکھاتی ہے،فرہاد کا سبق پڑھاتی ہے،زلیخا کے داؤ دیکھاتی ہیں۔لیکن اس کے برعکس ''صبر طلبی'' ہمیشہ عاشق کی راہ نمائی کرتی ہے اس سے آدابِ عشق سکھاتی ہے جینے کا ہنر بتاتی ہے۔عشاق کی مختلف قسمیں ہوتیں ہیں خاص طور سے مشرق اور مغرب کے عشاق نہایت الگ الگ انفرادیت اور خصوصیات کے مالک ہوتے ہیں۔مغربی تمدن کے جو عشاق ہوتے ہیں وہ خوش زیادہ اور مایوس کم رہتے ہیں کیونکہ مغرب اور مشرق کی تہذیب میں عشق،محبت اور نفرت کا تصور الگ الگ خصوصیات کا حامل ہوتا ہے۔جس میں جذباتیت اور معیشت کے الگ الگ نظریات درپیش رہتے ہیں

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

مغربی عاشق میں جو خمار رہتا ہے وہ شراب کے نشے کی طرح ہر شام چڑھتا ہے اور صبح کاذب ہی اتر جاتا ہے۔ یہاں کے عاشق کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ عشق دل سے نہیں عقل سے لڑاتا ہے جس میں دماغ سے زیادہ اور دل سے کم کام لیا جاتا ہے اس لئے یہاں عشق ہار جانے پر عاشق روتا نہیں ہے بلکہ دوسری جگہ اپنا پتہ پھینکنے کی کوشش میں لگ جاتا ہے۔ شاعر اس کیفیت کو یوں بیاں کرتا ہے:

میں مایوس نہیں ہوں تیری بے وفائی سے
اب بھی دنیا باقی ہے دل لگانے کے لیئے

مشرقی تمدن میں عشق اور عشاق کا تصور مختلف بھی ہے اور منفرد بھی یہاں عشاق کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں۔ کچھ عاشق ایسے ہوتے ہیں جو نو جوانی کی عمر میں ہی اس روگ میں مبتلا ہوتے ہیں یہاں تک کہ اپنا پورا مستقبل اپنے عشق کے نام کر جاتے ہیں اور والدین کے لیئے مصائب کا انبار پیدا کر دیتے ہیں۔ کچھ عاشق ایسے ہوتے ہیں جو ہر وقت محبوب کی گلی کا چکر لگانے میں ہی اپنی عمر کاٹ لیتے ہیں اور ''تیرے نام'' کا نعرہ اپنا ایمان بناتے ہیں کبھی کبھار نا معلوم وجوہات کی بنا پر بستی والوں کا جینا حرام کر دیتے ہیں کیونکہ اس قسم کے عشاق ان تمام چیزوں سے بے نیاز ہوتے ہیں کہ وہ کیا اچھا کرتے ہیں اور کیا بُرا کرتے ہیں۔ مقامی بستی والوں کی جانب سے ان جیسے عاشقوں کو مختلف خطابات اور القابات سے نوازا جاتا ہے۔ ان القابات اور خطابات کا تعلق براہ راست عاشق کے حرکات وسکنات سے ہوتا ہے۔ اپنی محبوبہ کو دیوانگی کی حد تک چاہنے والا عاشق ''فلاں کا مجنونؔ'' کا خطاب حاصل کرتا ہے۔ اپنی محبوبہ کو شیرین کی طرح مشہور کرانے والا عاشق فرہادؔ کہلاتا ہے۔ اپنی بے نام محبوبہ کو حاصل کرنے والا عاشق ''آوارہ عاشق'' مانا جاتا ہے۔ جو عاشق اپنی محبوبہ کا دیدار پانے کے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

لئے کسی خاص راستے یا سڑک کو اپنا مسکن بناتا ہے وہ ''سڑک چھاپ عاشق'' کے نام سے مشہور ہوتا ہے۔ یہاں آپ کو کچھ عاشق ایسے بھی مل سکتے ہیں جنھوں نے ابھی سودا پکا نہیں کیا ہوتا ہے بلکہ اس تاک میں رہتے کہ کس ہرن کا انتخاب کریں اب انتخاب کی بھی مختلف صورتیں ہیں جیسے خصوصیات کلام کی شرینی یا تلخی، پنکھڑئی کے گلاب جیسے لب، غزالی یا بادامی چشمیں، سروقد یا قدرعنا چہرے کا کتابی یا گول ہونا، ہرنی چال کہ شکلِ شفاف، گورابدن یا لمبے پاؤں، زلف عنبریں یا چشم خم، ناک کی لالی یا پلکوں کا اشارہ خاص یہ ایسے نمایاں خدوخال نیز بنیادی خصوصیات ہیں جنھیں انتخابی عمل کے دوران مدنظر رکھا جاتا ہے۔ عاشقوں کی ایک قسم ایسی بھی ہوتی ہے جو پختہ یا عمر پیری میں عشق لڑاتے ہیں ان کے عشق لڑانے کا انداز پختہ ہوتا ہے جہاں محبوب کا ظاہری سراپا ضروری نہیں ہے بلکہ محبوب کی بے نیازی سے تسکین قلب کی حاجت روا ہوتی ہے جو باطنی اعضا کو تشفی بخشتا ہے اس قسم کے عاشق کو عرف عام میں ''بوڑھا خرانٹ'' کہا جاتا ہے لیکن اس کے درد کو سمجھنے کے لیئے کوئی تیار نہیں ہوتا ہے۔

؎ حیرت غرور حسن سے شوخی سے اضطراب
دل نے بھی تیرے سیکھ لیے ہیں چلن تمام

حسرت موہانی

لفظی معنوں میں ہم اکثر عاشقی کو محدود لبادے میں اوھوڑ کر اس کا قافیہ حیات تنگ کر دیتے ہیں جو کہ اس کی زندگی کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ اس ناانصافی کے ذمہ دار وہ تمام لوگ ہیں جو اس لفظ کا مذاق اُڑا دیتے اور مزاج بگاڑ دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کی پوری صحت خراب ہو جاتی ہے۔ عاشقی کا تعلق زندگی کے ہر شعبے سے ہیں ایک بندہ، بندگی کے عالم میں عاشق ہے اپنے معبود کا، ایک طالب عالم عاشق ہے حصول علم کا، ایک دکاندار عاشق ہے اپنے خریداروں کا، ایک لیڈر عاشق ہے اپنی کرسی کا، ایک شوہر عاشق

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہے اپنی بیوی کا، ایک مزدور عاشق ہے اپنی مزدوری کا، ایک مصنف عاشق ہوتا ہے اپنی تصنیف کا، ایک کسان عاشق ہوتا ہے اپنے کھیتوں کا، غرض عاشقی لفظ ہمہ جہت معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اس کا دائرہ کار بہت وسیع ہے۔ اس وسعت کا اطلاق ہر حال میں ''صبر طلبی'' پر ہوتا ہے یعنی ہر عاشق کے لئے لازمی ہے کہ وہ صبر کا طالب ہو اس میں صبر ہو کیونکہ صبر اور عاشقی کا تعلق ازل سے مضبوط ہے۔ حضرت آدم کا حضرت حوا سے جدا ہونا نہایت خطرناک عمل تھا لیکن صبر نے دونوں کے دلوں کو تھام کر رکھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور یوسف کی جدائی میں بھی صبر کی ہی جیت ہوئی۔ حضرت صابر نے صبر سے صابر کا نام حاصل کیا ہے۔ گویا میدان عشق میں اور عاشقی کے سفر میں صبر طلبی لازم ہے۔ لیکن اس صبر طلبی اور صبر کی کیفیت کا حال بھی مشکلات سے طے پایا ہے کیونکہ اس کی تلخیاں اور شرینی اس کے مسائل اور مصائب کا اندازہ وہی شخص لگا سکتا ہے جس سے صبر کرنا پڑتا ہے جو صابر بن جاتا ہے۔ صبر کرنا اور صابر بن جانا ایک ایمانی اور رحمانی قوت ہے جو ہر نفس کے بس کی بات نہیں ہے۔ زندگیاں تمام ہو جاتی ہیں صبر کرتے کرتے صبر کی کیفیت یا حالت اس ماں سے دریافت کی جاسکتی ہے جس کا لختِ جگر اسے جدا ہو جاتا ہے اور وہ اس امید پر رہ کر صبر کرتی ہے کہ ایک نہ ایک دن اس کا لخت جگر لوٹ کر آئے گا لیکن جب وہ آتا نہیں ہے تو ماں صبر کے ساتھ خاک میں خاک ہو کر خاک ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات عاشقی عاشقوں کو مفلس کا چراغ بنا دیتی ہے، بیمار کی رات بنا دیتی ہے، فقیر کی کائنات بنا دیتی ہے، بوڑھے کی آس بنا دیتی ہے، درویش کی ذات بنا دیتی ہے، سپاہی کی تلوار بنا دیتی ہے، کمزور کی امید بنا دیتی ہے، کوئیل کی آواز بنا دیتی ہے، یادوں کی چادر بنا دیتی ہے، غریبوں کی بھوک بنا دیتی ہے، برسات کی رات بنا دیتی ہے، اس دیش کا سیاستدان بنا دیتی ہے۔

ہمارے مختلف شعراء نے حضرت عاشق کی ذات کو مختلف اشاروں،

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کنایوں تشبیہات، علامتوں اور استعاروں کے پردوں میں مخاطب کیا ہے کبھی عاشق کو دکھی کہا گیا ہے تو کبھی اسے فقیر کے بھیس میں پیش کیا گیا ہے، کبھی عاشق کی ذات کو سمندر کی لہروں سے تشبیہ دی گئی ہے، اس کے ان حالات کا ذکر کیا گیا ہے جن سے اس کا پالا پڑتا ہے نیز اس تمنا کا بھی خوب خاکہ کھینچا گیا ہے کہ جس کے ہاتھوں عاشق کے دل کا غبار بھی نکل جاتا ہے یہ عاشق روتا بھی ہے اور ہنستا ہوا بھی نظر آتا ہے کبھی دن میں دیوانگی کی حدیں پار کر لیتا ہے اور کبھی رات کو چاندنی روشنی میں چاند کو تکتا رہتا ہے۔محبوب کے تغافل کا بھی سامنا اسی بندہ خدا کو رہتا ہے لیکن پھر بھی زبان پر حرف نہیں آتا۔ بقول شاعر

ے ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

غالبؔ

حضرت آدم کا عشق باز ہونا ایک فطری عمل ہے کیونکہ عشق یا محبت اس کی خمیر کا ایک بنیادی عنصر ہے اور اس عنصر کی تعمیر خاک، پانی اور ہوا سے ملکر ہوئی ہے جس سے براہ راست مطلب یہ بھی نکالا جاسکتا ہے کہ عاشق عشق میں ناکامیابی کی حالت میں خاک بھی ہوسکتا ہے اور خون جگر بھی بہا سکتا ہے جس کے لئے واحد شرط محبوب کا حسن اس کی جلوہ گری اور ادائے خاص ہے۔

انسانی وجود کے دو بنیادی مراکز ہیں جن سے انسان زندہ اور سالم ہے وہ ''دل اور دماغ'' ہے اگر دل نے کام کرنا چھوڑ دیا تو آدمی پاگل ہوسکتا ہے گویا اگر ایک بھی مرکز کام نہیں کرتا ہے تو نقصان انسان کا ہی ہوگا۔ مگر حضرات عاشقی زندگی کا ایک عزیز اور حسین دور کہلاتا ہے وہ دور جہاں دل بھی بے قابو ہوتا ہے اور عقل بھی بے دماغ جس کا مرکب عشق کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

انوکھی وضع ہے سارے زمانے سے نرالے ہیں

یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

اقبال

عاشقی سوداگری ہے بازار حسن کی اک عاشق سوداگر ہوتا ہے حسن کا اور حسن کا انتخاب اپنے منفرد ونرالے اعتبار بھی رکھتا ہے اور نیز اختیار بھی عاشقی کا سودا محض عام سوداگروں کی طرح نہیں ہوتا ہے بلکہ یہ وہ سودا ہے جہاں عاشق نفع اور نقصان سے بے نیاز ہوتا ہے یہ بے نیازی کا عمل بھی ہزار پردوں میں مخفی ہوکر ہر وار سہہ لیتا ہے جس سے عاشق فطری طور پر طاقت حاصل کرتا ہے عاشقوں کی دنیا ظاہری سطح پر کچھ اور باطنی سطح پر کچھ اور ہوتی ہے جہاں عام آدمی کی رسائی ممکن نہیں ہے۔کبھی جب دو ناکام عاشق کسی راہ پر اچانک مل جاتے ہیں تو کچھ وقت ایک ساتھ بیٹھ کر ایک دوسرے کی خیر وعافیت دریافت کرتے ہیں ممکن ہو تو اَدھ جلے سگریٹ جلا کر لمبی آہیں بھر کر اپنا سارا حال ایک دوسرے پر عیاں کر کے رکھ دیتے ہیں اور دل ہی دل میں خود کا سہارا بن جاتے ہیں پھر اپنی اپنی راہ لیتے ہیں۔ایسے بھی کچھ معاملات دیکھے جاسکتے ہیں جہاں عاشق معشوق کی جیت ہوتی ہے لیکن وہاں زوال کی ابتداء اسی کامیابی اور جیت سے ہوتی ہے جس جیت کو دونوں آخری منزل تصور کرتے ہیں اس منزل پر آکر اب اصل امتحان شروع ہوجاتا ہے جہاں عاشق اور معشوق کبھی کبھار اپنوں کی جدائی کو یاد کر کے رو لیتے ہیں اور بعض اوقات خوابوں کو مٹتے ہوئے محسوس کر کے تھک جاتے ہیں تو فنا ہوجاتے ہیں۔ یہاں پر آکر زندگی رک سی جاتی ہے خود سے نفرت ہونے لگتی ہے اور کائنات سے آدمی دل برداشت ہوجاتا ہے تو عشق کا نیا تصور سامنے آتا ہے جہاں اپنی ذات ملال کے حصار میں مقید نظر آتی ہے خود پر ایسے بہت

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

سارے بھاری سائے مسلطہ نظر آتے ہیں تو زندگی وبال بن جاتی ہے بے وجہ نفرت کا وطیرہ بھی بعض اوقات عاشقی کا روگ اختیار کر لیتی ہے جہاں ہزار نفرتیں لاکھ درجہ محبت میں تبدیل ہو جاتی ہیں تو زندگی کی تلخیاں شیرینی بن جاتی ہے اور کیفیتیں بلاتمثیل پیدا ہوتی ہیں جنھیں کسی بھی صورت میں تشبیہات اور استعاروں کے پردوں میں بھی بیان نہیں کیا جاسکتا ہے نہ ہی غزل کا دامن انہیں سنبھال سکتا ہے اور نہ ہی اس روداد کو قید کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ لذت آشنائی سے تعبیر واردات ہیں جو رنگ میں رنگ حنا اور درد میں درد نشتر، منظر میں ڈوبتے سورج کا ہنر رکھتی ہے۔

؎ چل ساتھ کہ حسرتیں دل مرحوم سے نکلیں
عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

فدوی لاہوری

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

پردہ داری ہی پردہ داری ہے

اتنے حجابوں پرتو یہ عالم ہے حسن کا
کیا حال ہو جو دیکھ لیں پردہ اُٹھا کے ہم

جگرمرادآبادیؔ

کائنات کی اتھا گہرائیوں میں ہزار پردے حائل ہیں یہ پردے کسی صورت میں گلابی ہیں اور کسی صورت میں خونی قسم کے ہیں۔آسمان کی بلند سطحیں بھی پردوں سے مخفی ہیں جن میں ہزار قسم کے رنگ ہیں آسمان کا وہ رنگ بظاہر نیلا پردہ رکھتا ہے جس سے دنیا کے انسان دیکھتے ہیں لیکن یہ نیلے رنگ کا پردہ کون سا رنگ تب اختیار کرتا ہے جب یہ کسی آدمی یا شخص پر مہربان اور نامہربان ہوتا ہے وہ وہی بہتر بتا سکتا ہے۔آدمی اور شخص یہاں دونوں معنوں میں استعمال کیئے جا سکتے ہیں آدمی وہ جو آدم کی نسل سے شکلاً ہو اور شخص وہ جو کسی بنیاد پر شخص بن چکا ہو یعنی اطوارِ خاص کا مالک ہو۔مالک ہونا خود میں ایک اعزاز سے ہے، جو مالک ہوتا ہے اس سے ہر حال میں مالک سننا پسند ہوتا ہے جیسے جی مالک، ہاں مالک، حکم مالک، آپ مالک ہے، مالک ابھی آیا، مالک ابھی گیا، مالک کا حکم سر آنکھوں پر۔اس مالک کے لفظ سے ایک کہانی یاد آئی۔مالک اور مالکن اپنے خوشنما باغ میں کرسیوں پر بیٹھ کر چائے کی چسکیوں کے ساتھ ساتھ اخبار کا مطالعہ کرتے ہوئے اس خبر کی جانب دھیاں دیتے ہیں ”جلد ایک زوردار طوفان آنے والا ہے لوگوں سے اپیل ہیں دعائیں کریں“۔مالک اور مالکن ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھتے ہیں اور آپس میں گفتگو کرتے ہیں ”

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

دعائیں مانگنی ہیں لیکن یہ تو نہیں لکھا ہے کون سی دعائیں مانگنی مقصود ہیں'' مالکن کو فوراً نوکر کی یاد آتی ہے اور نوکر کو بُلا کر کہتی ہیں ''نوکر تم جا کر دعائیں مانگ لینا کیونکہ طوفان آنے والا ہے''۔نوکر''جی مالکن اب کی بار بازی نوکر کے ہاتھوں میں آئی نوکر دعائیں مانگنا شروع کرتا ہے''میرے اللہ تو ہزار پردوں میں چھپا ہے آج میری دعا سن لے پردوں سے باہر آ اور خطرناک طوفان لا کر میرے مالک اور مالکن کو ہمیشہ کے لئے ختم کر تا کہ میں مالک کے ظلم سے آزاد ہو سکوں''۔ کہتے ہیں نا مظلوم کی دعا سے بچنا چاہئے۔جی ہاں ہم بات کر رہے تھے کائنات کے ان پردوں کی جنہیں فطرت نے فطرت کے لئے بنایا ہے لیکن ایسے بھی پردے موجود ہیں جنھیں انسان نے بنایا ہے کبھی اچھائی کو چھپانے کی خاطر اور کبھی بُرائی کو ڈھانکنے کی خاطر واہ پردے تیری ذات بھی عجیب قسم کی ہے۔آنکھ کا پردہ اُٹھ گیا تو شرم چلی جائے گی ،کان کے پردے نہ ہوں تو بہرہ بن جائے گا۔دل کا پردہ پڑ گیا تو بات اثر کرنے سے قاصر ہے۔دماغ کا پردہ پھٹ گیا تو آدمی نہ شخص کر رہے گا اور نہ آدم رہے گا۔جسم کا پردہ چلا گیا تو آدمی الف ننگا ہو جائے گا گویا پردہ اور آدم لازم ملزوم ہیں یعنی پردہ نہ ہو گا تو انسان کی ذات مکمل نہیں ہوگی۔

؎ نقاب اٹھاؤ گے تو ہر شے کو پاؤ گے سالم
یہ کائنات بطور حجاب ٹوٹتی ہے

مشکور حسین یادؔ

آدم فطرتاً رنگین مزاجی کا مالک ہے اور اس رنگین مزاجی کا مظاہرہ وہ ہر جگہ کرتا ہے پردہ ہی لیجئے پردہ ڈالنے میں، پردہ کرنے میں، پردہ کھینچنے میں، پردہ اُٹھانے میں، پردہ ہٹانے میں آدم کس طرح رنگین مزاجی اور نازک مزاجی سے کام لیتا ہے اس کی ہزار مثالیں موجود ہیں۔ ہر آدمی اور شخص (چاہئے امیر ہو یا غریب) گھر میں پردے ڈالنے کا

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

شوقین بھی ہوتا ہے اور مجبور بھی شوقین اس لئے کہ رنگین مزاجی کی طلب ہوتی ہے مجبور اس لئے کہ زندگی کی ناتوانی، تلخیوں اور کمزوریوں کو چھپانا مقصود ہوتا ہے اگر گھرانہ غریب ہے تو پردے سادہ، سستے اور سیاہ یا سفید رنگ کے ہونگے کیونکہ سیاہ پوشی غم کی علامت ہے اور سفید خود سفید پوشی کا استعارہ۔ گھرانہ اگر امیر ہے تو گھر کے تمام پردے امیرانہ وضع قطع کے ہونگے مثلاً اگر صاحب خانہ تند مزاجی کا مالک ہے تو پردے سرخ رنگ کے بادامی کشیدہ کاری سے پُر ہونگے، صاحب مالک اگر صوفیانہ مزاج رکھتا ہے تو پردے نہایت صوفیانہ قسم کے ہونگے جن میں سفیدی مائل، مٹیالے اور بھورے رنگ یا گلابی رنگ کے کشیدہ بوٹے والے پردے شامل ہیں غرض ہر جگہ پردہ لازمی ہے۔

دنیا بذاتِ خود ایک پردہ ہے جس میں مختلف قسم کے پردوں سے کام لیا جاتا ہے۔ دنیا میں رہنے والے لوگ پردہ سے کام نہ لیں تو فطرت کی مخالفت ہوگی فطرت کی مخالفت گویا قیامت کو خود دعوت دینا ہے قیامت کی بہت ساری قسمیں موجود ہیں جیسے قیامت کبریٰ، قیامت صغریٰ، اور یہ تمام قیامتیں مختلف قسم کے پردوں میں پوشیدہ ہے کسی شخص پر جب انفرادی طور قیامت آتی ہے تو اس کے پردوں سے وہی واقف ہوگا کسی کا جینا کسی کے لئے قیامت سے کم نہیں ہوتا، کسی کا مرنا کسی کے لئے قیامت جیسا ہوتا ہے، کسی شخص یا فرد کو کسی سے جدا ہونا اس کے لئے قیامت کہلاتا ہے۔ کوئی آدمی جب تکلیف سے دوچار ہوتا ہے تو قیامت کا لفظ دہرا کر تکلیف کا تاثر پیش کرتا ہے قیامت صغریٰ اور قیامت کبریٰ کا پردہ ہر شخص اور نفس کے لئے الگ الگ قبر رکھتی ہے گویا قبر پردہ ہے۔ ان پردوں کا جو قیامت سے جڑے ہوتے ہیں۔ زمین اور آسمان کے درمیان کی دنیا وسیع ہیں جو مختلف سطحوں پر مختلف صورتوں میں خوبصورت بھی ہے اور بدصورت بھی جن کا دماغ خوبصورتی کی لذتوں کو محسوس کرسکتا ہے ان کے لئے خوبصورت اور جن کا دماغ بدصورت حسن رکھتا ہے ان

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کے لئے بدصورت دنیا کی افزائش دنیا سے شروع ہو کر پردوں پر ختم ہوتی ہے آدمی کا پیدا ہونا اور پردے کا شروع ہونا آدمی کا مرجانا اور پردہ کا پڑ جانا دونوں صورتیں ضروری ہیں۔

زندگی اک سوال ہے جس کا جواب موت ہے
موت بھی اک سوال ہے جس کا جواب کچھ نہیں

امن لکھنوی

دنیا کی تاریخ گواہ ہے اس بات کی کہ پردہ کبھی غیر ضروری کیا جائے تو اس کے مضر اثرات پڑتے ہیں اور سودا گھاٹے کا ہاتھ آتا ہے جن لوگوں نے اپنی آنکھوں پر، اپنے کانوں پر، اپنے دل پر، اپنے دماغ پر غیر ضروری سطح پر پردہ ڈالا وہ خسارے میں پڑ گئے اور کوئی ان کا سننے والا نہیں ہے اور نہ وہ سننے کے لئے تیار ہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ زندگی گزارنا اپنے آپ میں ایک بڑا صبر ہے وہ صبر جس سے نہ کرتے ہوئے بھی کرنا پڑتا ہے۔ ابن آدم کی ذات مختلف اقسام کے عناصر سے مربوط ہے اور ان عناصر میں پردہ ایک اہم رول ادا کرتا ہے وہ پردہ جو پڑ جاتا ہے وہ پردہ جس سے ہٹایا جاتا ہے اور وہ پردہ جس سے رکھا جاتا ہے۔ جس سے ہٹایا جاتا ہے وہ کئی راستے ہموار کرتا ہے جن سے زندگی کا فلسفہ حاصل ہو جاتا ہے اور حل ہونے کے عمل میں نئے مختلف مراحل کو جنم دیتا ہے جن سے زندگی کی الجھنیں بڑھ جاتی ہیں اور سلسلہ اندیشہ ہائے دور دراز کا سفر طے کرنے پر آمادہ بھی ہو جاتا ہے اور مجبور بھی۔ مجبور اس لئے کہ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے اور آمادہ اس لئے کہ جینا ضروری ہے۔ اس متضاد عمل کے درمیان حضرت آدم تباہ بھی ہو جاتا ہے اور فنا بھی لیکن وہ سرود زندگی کی ان رنگینیوں کو کیسے فراموش کر سکتا ہے جن سے سکون و راحت حاصل ہوتی ہے جن کی طلب کے لئے فرشتے بھی نالاں ہیں آدم اور قدرت کے درمیان بھی مختلف پردے حائل ہیں جنھیں نہ کبھی مٹایا جا سکتا ہے اور نہ ہی ہٹایا جا سکتا ہے لیکن آدم انسانیت کے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

درجے پر آکر ہوش سنبھالے اور ذات کا تصور مثبت انداز میں حاصل کرے تو پردے دوری پر آسکتے ہیں اور قربت کا اندیشہ قوی نظر آنے لگے گا جن سے رابطہ قائم ہو جائے گا رابطہ قائم ہوا تو سفر آسان بن سکتا ہے جس میں امیدیں قوی پیدا ہو سکتی ہیں اور راستے قریب تر مگر یہ عمل خاص مشکل ہے۔ جہاں ارادوں کی ضرورت ہے امنگوں کی خواہش مطلوب ہے نیز دل کی زمین کا آباد ہونا شرط اول ہے جس میں روح اور نظر کی پاکی لازمی ہے دماغ اور عقل کی وسعتیں ضروری ہیں۔ جس میں شرافت اور ندامت وسیلہ جان بھی ہے اور قوتِ ایمان بھی۔ جہاں لذت زبان بھی شیرینی معلوم ہوتی ہے اور تمام قوتیں توفیقِ الٰہی کے مطابق کام کرتی ہیں اس طرح اس عالم کی خاموشی کافی نہایت لذیز معلوم ہوتی ہے اور تسکین دل کی حالت ہی نرالی ہوتی ہے جہاں غم اور خوشی کی کیفیتیں یکساں ہوتی ہیں اور زندگی قلندرانہ صفات کو چھوتی ہے جس سے مومنانہ طریقہ کار قرار دیا جاتا ہے جہاں زبان ہاتھ دل آنکھ اور بدن کا ہر زرّہ بے نیاز ہو کر محو تماشا نظر آتا ہے اور کُن کی حالت فیکون ہو جاتی ہے جہاں بندہ مومن کا کلام کلام اللہ بن جاتا ہے اس کی نگاہ نگاہ الٰہی بن جاتی ہے اس کا فرمان فرمانِ ازل ثابت ہوتا ہے جس میں نہ کوئی کمی ہوتی ہے اور نہ ہی لاپرواہی کا شائبہ گزرتا ہے جو تمام نقائص سے پاک ہوتا ہے اور روحانی سطح پر لامکاں سے بھی اوپر کائنات کی ابتداء جن پردوں کے ہٹ جانے سے منسوب ہے ان کی تحقیق تاروز قیامت جاری ہے جس نے علم کی سرحدوں کو محدود سے لامحدود کر دیا اور آدم کی ذات میں ہی تسخیر کا مادہ پیدا کر کے اس سے شک کی طرف دھکیل دیا اس شک نے نئے راستے تلاش کیئے اس تلاش کے دوران کچھ ایسے پردے بھی ہاتھ لگے جنھوں نے چاند ستاروں کی روشنی کے امکانات کو شک کے دائرے سے نکال کر حقیقی منظرنامے پر لاکھڑا کر دیا اور نئی زمین کی تحقیق شروع ہوئی اس تحقیق نے آدم کو شک میں مبتلا کر کے ایک تعمیر نو کی طرف گامزن کیا جہاں تک صرف اور

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

صرف ایقان کو رسائی ممکن ہے یہاں کا علم حضرت انسان کو لاعلم بھی کرتا ہے اور بے بس بھی جہاں لاچارگی اور مایوسی کا ایک ہی واحد علاج ہے وہ ہے ایمان اور صدقِ دل الٰہی کا تصور ہے جس سے حاصل کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے بلکہ یہ عمل فضل مربی کا ہر صورت میں محتاج ہے اور یہ محتاجی کا راستہ بھی نہایت دشوار ہے جہاں تمام وسوسے اور شکوک سے آدمی کا گزرنا لازمی ہے۔

ے خدا ایسے احساس کا نام ہے
رہے سامنے اور دکھائی نہ دے

بشیر بدرؔ

ے بس جان گیا میں تری پہچان یہی ہے
تو دل میں آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا

اکبر الہ آبادیؔ

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اور وہ سمجھے نہیں یہ خامشی کیا چیز ہے

زندگی نام ہے برداشت کا اور برداشت کا بھروسہ ہے خاموشی، خاموشی کا تعلق زندگی کے حقیقی مسائل سے ہے جس میں عبارتِ اصل کا دخل عقل کی فراوانی سے ہے ۔زندگی کی متضاد کیفیتیں یقینی ہوسکتی ہیں جن میں خوشی اور غم شامل ہے خوشی کی عمر گلِ تبسم ہے اور غم کی عمر طوالت کی مالک ہے جس کا آنا مصیبت ہے اور جانا مشکل ہے۔زندگی کا مزہ عقل سے حاصل کرنے والے کبھی کہتے ہیں خاموشی نعمت ہے اور زندگی کا لطف زبان سے لینے والے کہتے ہیں ساری باتیں فضول ہیں زندگی کو دل سے جینے والے کہتے ہیں اصل خاموشی تو تسکینِ قلب سے ہیں اور خاموش رہنے والے خود کو کوستے ہوئے نفرت بھی کرتے ہیں ۔خاموشی آدم کو راس آئی اور ابلیس کو نہ بائی اگر ابلیس خاموش رہتا تو شاید آدم کا یہ حشر نہ ہوتا کہ جنت اور جہنم کے درمیان معلق زندگی گزارنے پر مجبور نہ ہوتا جہاں قید حیات بند غم اصل میں دونوں ایک ہے کی سی کیفیت سے وہ دوچار ہے۔

خاموشی کبھی آدمی کو دوچار دلاتی ہے اور کبھی دوچار کرتی ہے لیکن دوچار کے چکر میں جو چکر چلانا سیکھ جاتا ہے گویا وہ اچھی طرح ہر حال میں ہر غم سے ہر مصیبت سے، ہر پریشانی سے ”نو دو گیارہ“ ہو جاتا ہے۔آدم خاموش رہا تو درجہ انسانیت پر فائز ہوا ابلیس نے خاموشی توڑ ڈالی اور ساری دنیا کا دشمن قرار دیا گیا ہے لیکن جنگ جاری ہے کبھی خاموشی سے وار کرتا ہے اور کبھی بہ آواز بلند اعلان جنگ کرتا ہے مگر آدم بھی عجیب ذات ہے اس کی ہر چال سے واقف ہے خاموشی سے مطلب حاصل کر کے خاموش رہ جاتا ہے اور خاموشی سے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

آنسوں بہا کر فرار ہو جاتا ہے۔ دنیا میں کچھ لوگ شور سے مقام حاصل کرتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ خاموشی ہزار نعمت کا اصول اپنا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں اور آواز بلند کرتے ہیں۔ خاموش رہنا اور نہ رہنا آدم کی طبیعت اور صحت پر منحصر ہے کبھی خاموشی آدم کی جان لیتی ہے اور کبھی خاموشی آدم کی جان بخشتی ہے۔ تندرستی ہزار نعمت ہے لیکن خاموشی لاکھ نعمت صاحب غصہ کرے تو خاموش رہو، بیگم خشم ناک لہجے میں بات کرے تو خاموش رہو، دشمن گستاخ زبان کا استعمال کرے تو خاموش رہو، مالکِ مکان گھر سے نکالے تو خاموشی اختیار کرو جیسے معاملات لوگوں کے یہاں کارفرما ثابت ہوئے ہیں۔ خاموش رہنا اور خاموش نہ رہنا نہ صرف ایک عام مسلہ ہے بلکہ فکری اور عقلی مسلہ ہے اور متضاد خیالات کا نظریہ بھی ہے۔ جس میں ہر سطح پر فکر اور دانش کا عمل دخل کارفرما ہے۔ ایک انگریزی مقولہ ہے" غصہ کرنے سے کام بگڑ جاتا ہے اور خاموش رہنے سے کام بن جاتا ہے"۔

ہم لبوں سے کہہ نہ پائے ان سے حال دل کبھی
اور وہ سمجھے نہیں یہ خامشی کیا چیز ہے

ندا فاضلی

لیکن یہ مقولہ مناسب حالات، موافق ماحول اور بہترین سماں کا محتاج ہے۔ بے موقعہ خاموش رہنا دانائی نہیں ہے اور موقعہ محل پر خاموشی اختیار نہ کرنا جہالت ہے۔ انسان کی جبلت میں مختلف فطری قرینے موجود ہوتے ہیں جن کا ہونا بھی لازمی اور ضروری جز ہے ایک مکمل انسان کی نفسیات کا مطالعہ کیا جائے تو ان باتوں کا خیال ضرور رکھنا ہوتا ہے کہ موصوف کتنا برداشت کرتا ہے کتنا غصہ کر سکتا ہے، کس حد تک خاموش رہ سکتا ہے، کس قدر غم کا اثر خود پر لیتا ہے، کس حد تک خوشی کا اظہار کر سکتا ہے اور کس حد تک یہ آدمی Introvert ہو سکتا ہے یا کس حد تک Extrovert ہو سکتا ہے۔ ان مطالعوں سے یہ بات صاف ہو جاتی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہے کہ آدمی کا خاموش رہنا اور خاموش نہ رہنا اس کی فطرت کا ایک لازمی نیز فطری عمل ہے۔

انسان کی افزائش سے قبل اگر کائنات کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو کتنی خاموشی رہی ہوگی اس بات کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ اگر دنیا کے تمام انسان ایک ہی وقت پر خاموش رہینگے تو کس طرح کا منظر نظر آئے گا۔ آدم کی وجہ سے محفل میں رنگت اور چاشنی موجود ہے پرندوں کے شور وغل سے ساعت جان افزا ہے اگر یہ خوش رنگ شور وغل نہ ہو تو زندگی کا مزہ پھیکا پڑ جائے گا۔

خاموشی ایک لاجواب شے ہے جو کبھی ہزار سوالوں کا ایک ہی جواب ہوتی ہے اور کبھی ہزار سوالوں کو جنم دیتی ہے۔ خاموشی میں کبھی سوال کے ہاں میں جواب پوشیدہ ہوتا ہے اور کبھی اِنکار کا زار چھپا ہوتا ہے۔ اگر کبھی ضرورت وقت پر استفار کرنے والے شخص کے سامنے آپ خاموش رہتے ہیں تو اس کا مطلب ہزار سوالات پیدا کر سکتا ہے۔ ظالم کے سامنے خاموشی اختیار کرنا مظلومیت ہے اور مظلومیت آدمی کو خاموش رہنا سِکھاتی ہے لیکن کبھی غیر ضروری خاموشی آدمی کو نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔

نکالے گئے اس کے معنی ہزار
عجب چیز تھی اک مری خامشی

خلیل الرحمٰن اعظمی

ہر آدمی ایک بیگم رکھتا ہے اور بیگم کو برداشت کرنے کے لئے خاموشی ایک اہم ہتھیار ہے وہ ہتھیار جس سے آپ شکار کر سکتے ہیں اور جس سے آپ جنگ جیت سکتے ہیں۔ تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ کے یہاں بیگم کا ہونا لاکھ سوالات کے نرغے میں داخل ہونے کے مترادف ہیں گویا آپ ایک امتحانی مرکز میں موجود ہے اس کا نتیجہ پوچھے جانے والے سوال سے پہلے ہی آپ کو بتا دیا جاتا ہے اور یہ بتانے کا عمل بھی ایسا کہ آپ خوشی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

خوشی خودکشی کا من بنا لیتے ہیں داناؤں کا کارآمد قول ہے کہ بیگم ہزار طرح کے سوالات استفسار کرے، وجہ تلاش کرے، بہانہ تلاش کرے تو آپ برداشت کریں خاموشی کے ساتھ تب کچھ بات بن سکتی ہے لیکن اگر آپ میں خاموش رہنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ یا چپی لینے کا ہنر نہیں ہے تو آپ کو نکالا جائے گا ابلیس کی طرح اپنے گھر سے نہیں بلکہ دل کے ہر کونے سے تو آپ غالبؔ کا یہ شعر گنگناتے ہوئے خاموش ہو جائیں گے:

؎ نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں
بڑے بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے

غالب

خاموشی اختیار کرنا خود میں ایک ہنر ہے عام فہم خیال ہے ''جو لوگ خاموش رہتے ہیں وہ عقلمند ہوتے ہیں''، یعنی کبھی کبھار خاموشی آپ کو عاقل کا درجہ دلا دیتی ہے۔ اور آپ لوگوں کی نظر میں فہیم بن جاتے ہیں، دانا بن جاتے ہیں۔ زیادہ بولنا بے وقوفی اور زیادہ سننا بھی عقلمندی سے تعبیر ہے۔ جہان رنگِ و بو میں ہزار طرح کے لوگ رہتے ہیں کچھ لوگ وہ جو جاننے کے باوجود بھی خاموش رہتے ہیں اور کچھ لوگ وہ جو کچھ بھی نہ جاننے کے باوجود بولتے رہتے ہیں۔ آدمی کی زبان اور بول چال اس کی شخصیت کو سامنے لاتی ہے لیکن خاموشی آپ کی ذات کو ہزار پردوں کے اندر چھپا لیتی ہے اور یہ چھپا لینے کا عمل بھی خاصہ حوصلہ چاہتا ہے اگر آپ حوصلہ مند ہیں تو ہی اندر کی بات اندر چھپا سکتے ہیں اور اگر آپ میں چھپا لینے کا حوصلہ بلند نہیں ہے تو آپ کی ذات کو عیاں ہونے کا خطرہ لاحق ہے۔ یہ خطرہ نظر انداز نہیں کیا جانا چاہیے اس خطرے کے اندر آپ کی ذات، آپ کی شخصیت، آپ کا وجود بھی فنا کی راہ لے سکتا ہے اس لیے مناسب ہے کہ بولنے سے قبل ہزار بار سوچیے اور سوچنے کے دوران ہر خیال بار بار قوت ممیّز کی کسوٹی پر پرکھیں تو کلامِ صحت کے لیے آپ کی گفتگو بہتر بن

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

سکتی ہے۔

کتوں کی خاموشی کو ہر گز نظر انداز نہیں کرنا چاہے خاموش کتنے زیادہ خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں کیونکہ ان کی دانائی کا تعلق کسی بھی طرح خاموشی سے نہیں ہے بلکہ ان کی تیز طراری کا اندازہ ان کے بھونکنے سے لگایا جا سکتا ہے کہ کس قدر وہ بھونکتے ہیں اور کس قدر وہ کاٹ سکتے ہیں۔

چرند پرندوں کی خاموشی تمام تر فضا اور ماحول سے متعلق ہے۔ پرندے خاموش ہوئے تو ماحول اثر انداز ہو سکتا ہے۔ گل و بلبل کی خاموشی باغ کی ویرانی کا منظر بیان کر سکتا ہے۔ کوئل خاموش رہی تو آدمی کی سماعت بے مزہ رہ جائے گی۔ جگنو نے خاموشی اختیار کی تو رات کا حسین منظر پھیکا پڑ جائے گا۔ کوئے کی کاؤ کاؤ بند ہوئی تو نظارہ سانجھ شام کا اداس پڑ جائے گا اور یہ تمام الفاظ بے معنی ہو کر رہ جائینگے:

جسے صیاد نے کچھ گل نے کچھ بلبل نے سمجھا
چمن میں کتنی معنی خیز تھی اک خامشی مری

جگر

جہاں محفل خاموشی کی ہو وہاں خاموش رہنا علامت ہے ملال کی اور جہاں مجلس غم کی ہو وہاں خاموش نہ رہنا ہزار طرح کے معنی قائم کرا سکتا ہے جب آپ خاموشی سے لوگوں کو سنتے ہیں تو آپ پسند کئے جاتے ہیں لیکن جب آپ خاموشی سے لوگوں کو نہیں سنتے ہیں تو آپ ناپسند دیدہ شخص ہے۔ دانشوروں کا قول ہے کہ ''سننا بولنے سے بہتر ہے''۔

خاموشی کی مختلف منزلیں ہو سکتی ہیں جیسے خود کی ذات پر قابو رکھنا، اللہ کی رحمت کا شاکر ہونا، مدابرانہ انداز برتنا، محبت سے سب کچھ سہنا، شجاعت کا مظاہرہ کرنا، خاموشی کبھی انسان کو بیمار بنا دیتی ہے اور کبھی بیمار انسان کو شفایاب کرتی ہے۔ خاموشی آدمی کو

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کسب اختیار کرنی پڑی ہے اس کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔ عاشق کی خاموشی نہایت لطیف اور مزیدار ہوتی ہے۔ جس میں عجیب قسم کے وسوسے اور غم شامل ہوتے ہیں۔ وہ وسوسے اس قدر حسین ہوتے ہیں جیسے کہ ہری گھاس پر شبنم کے قطرے، عاشق کا بدن پسینہ سے شرابور لاچاری کے عالم میں ہوتا ہے جہاں وہ تصورِ جاناں کو بار بار یاد کر کے خود کو بھروسہ دے رہا ہو اور اپنے محبوب کی یادوں کو چادر بنا کر تان لیتا ہو اس طرح کہ وہ خود خاموشی کا ایک حصہ، بن جاتا ہے۔

خاموشی کی مختلف قسمیں ہیں جن میں زبان کی خاموشی، دل کی خاموشی، آنکھ کی خاموشی، روح کی خاموشی وغیرہ شامل ہیں۔ زبان کی خاموشی آپ کے صبر کی قوی سند ہے۔ دل کی خاموشی کبھی جان بھی لے سکتی ہے اگر آدمی کا دل خاموش ہوا تو سمجھ لو صاحب ٹھنڈا پڑ گیا جس کی سند آنکھوں کی خاموشی عطا کر سکتی ہے۔ آدمی کا دماغ جب خاموش رہتا ہے تو منظر ہی کچھ اور نظر آتا ہے وہ نیم زندہ اور نیم مردہ تصور کیا جاتا ہے مانو معلق کچھ اِس دنیا اور کچھ اُس دنیا میں رہتا ہے۔

سب سے بہترین خاموشی رات یا شب کی خاموشی ہوتی ہے وہ خاموشی جب تمام دنیا کے لوگ خود سے بے خبر ہو کر یا تو کائنات کی تخلیق میں محو ہو کر گر پڑتے ہیں یا پھر بے خوابی کے عالم میں شیخ چلی کے منصوبے بُن رہے ہوتے ہیں۔ بہر حال رات کی خاموشی کا عالم ہی نرالا ہوتا ہے ہر طرف سے سکوت، خاموشی، سناٹا چھایا رہتا ہے اور مطابق ماحول وفضا یا شمسی جدول اوقات کے حساب سے چاند کائنات میں روشنی بکھیر دیتا ہے وہ روشنی جو کسی کے ہونے کا پتہ دیتی ہے اور وہ پتہ کچھ لوگوں کے لیئے کوئی مقام رکھتا ہے اور کچھ لوگوں کے لئے کوئی مقام نہیں رکھتا۔ جن لوگوں کے لئے مقام لامقام نہیں ہوتا ہے وہ خاموشی سے وہ مقام حاصل کرنے کا ہنر سیکھتے ہیں لیکن وہ حضرات جنھیں پتہ کا مقام لاحاصل

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

معلوم ہوتا ہے وہ نامراد واپس لوٹ جاتے ہیں اور یہ واپس لوٹنے کا عمل بھی خاصا دلچسپ ہوتا ہے جس میں آدمی حیران بھی رہتا ہے اور پریشان بھی تمنائے وائے شوق بھی رکھتا ہے اور نامرادی پر پشیمان بھی ہوتا ہے۔ اگرچہ علم کے سمندر میں صاحب علم غوطہ زن بھی ہو چکا ہوتا ہے لیکن اس ہنگامے کی کیفیتیں یکسر بدل جاتی ہیں جس نے حصول علم کی خاطر خود سے بھی لڑائی باندھ رکھی ہوتی ہے اور اپنوں سے تو کیا غیروں سے بھی اس ہنگامہ آرائی میں نکل جاتا ہے تو رات کا سنناٹاپن، چاند تاروں کی خاموشی اور شب بھر تاروں کے چمکنے کا منظر زیر چرخ یوں خاتون فلک کا روش و دل فریب نظارہ بس یوں محسوس کراتا ہے کہ بقول شاعر

رنگ رد کار تھے ہم کو تری خموشی کے
ایک آواز کی تصویر بنانی تھی ہمیں

ناظر وحید

علم کی ابتدا ہے ہنگامہ
علم کی انتہا ہے خاموشی

فردوس گیابی

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

عجب ہے یہ دل کے موسم بھی

عجب ہیں دل کا موسم تیری ملاقات کے بعد
جیسے جلتا ہوا کوئی جنگل برسات کے بعد

موسم کی کیفیت کو محسوس کرنا ہر فرد کے اختیار میں ہے اس اختیار کو یہ اعتبار بخوبی حاصل ہے کہ موسم کی فضاؤں کو نوید یا بدمزگی کے ساتھ حصول پا سکے۔ موسم کا ہر حال حسب حال کی سی نوعیت رکھتا ہے جس میں گرمی کی شدت، ٹھٹھرتی سردی کی اذیت ناک تکلیف، خوشگوار فضاؤں کا حسین احساس، برسات میں راحت کا سانس وغیرہ۔ طالب علمی کے زمانے میں ہمیں پڑھایا جاتا تھا کہ سال میں چار موسم ہوتے ہیں موسم بہار، موسم گرما، موسم خزاں، موسم سرما، جن کا اپنا اپنا الگ مزاج ہوتا ہے اور ہر موسم اپنے آپ میں الگ الگ خصوصیات کا مالک ہے۔ موسمی تبدیلی کا اثر انسانی تہذیب کی آبادکاری کے لئے انتہائی لازمی ہے جس سے ایک توازن قائم رہتا ہے اس توازن میں انسانی جسم کے اعضاء کی نشو و نما بھی خاصی ہوتی ہے جس کا سب سے بڑا اثر انسانی دل پر پڑتا ہے۔ ضروری نہیں کہ انسانی دل پر وہی موسم اثر انداز ہو جائے جس کا چلن ظاہری صورت میں زماں و مکاں کے لحاظ سے ہو۔ سخت گرمی کے موسم میں بعض انسانوں کا دل سردی محسوس کرتا ہے، سرد ہواؤں سے آشنا ہوتا ہے اس طرح سے دل کا موسم اپنی ایک الگ دنیا آباد کرتا ہے جہاں بنجر زمین گل کھلانے کا بندوبست بھی کرتی ہے اور گلزار ہائے چمن میں رنگین پھول کھلانے کا منصوبہ تیار کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

''دل کی ویرانی کا کیا مذکور یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا'' کی مانند بھی ہوتا رہتا ہے اس نگر کو لوٹ جاتا ہے چوری کی جاتی ہے، ڈکیتی ڈالی جاتی ہے، آگ لگا دی جاتی ہے، سیلابی صورتحال پیدا کی جاتی ہے، قحط سالی بھی ہو جاتی ہے اور دل خون کے آنسو رونے پر مجبور ہو جاتا ہے، ظاہری موسم کا حال چاہئے خوشگوار ہی کیوں نہ ہو لیکن دل کا موسم الگ ہی تاپ ماں رکھتا ہے۔ عجیب صورت حال اس وقت نظر آتی ہے جب ظاہری یا دنیاوی سطح پر رقیبوں کے دل جل جاتے ہیں تو عاشقوں کے دل میں برسات کا موسم ہوتا ہے جہاں جھوم جھوم کر ہوائیں نغمہ خواں ہوتیں ہیں اور ستارے خوشی خوشی چاندنی کا طواف کرتے ہیں باغبان چمن کو نئے سرے سے تیار کرنے کی کوششیں کرتا رہتا ہے اور اس طرح سے عاشقوں کے دلوں کا موسم نئی اور نرالی شان پیدا کرتا ہے۔

ے نہ کوئی غم خزاں کا ہے نہ کوئی خواہش ہے بہاروں کی
ہمارے ساتھ ہے امجد کسی کی یاد کا موسم

امجد دریا آبادیؔ

ے یہ رم جھم، یہ بارش، یہ آوارگی کا موسم
ہمارے بس میں ہوتا تیرے پاس چلے آتے

دل انسانی زندگی کا وہ محور و مرکز ہے جس سے انسان زندہ رہتا ہے اور دنیا کی رعنائیوں سے لطف اندوز ہوتا ہے اگر آدمی کا دل کبھی پریشان ہو جاتا ہے تو زندگی بھاری بوجھ معلوم ہوتی ہے جس سے کسی بھی صورت میں چاہتے ہوئے بھی جینا ہی پڑتا ہے اور اس جینے کے چکر میں ہزار نئے زخموں سے آشنائی ہو جاتی ہے جنھیں بھرتے بھرتے انسان عمر پیری کا رخ کرتا ہے اور اس عالم میں دل کا حال بے حال سا نظر آتا ہے جہاں وہ دوسروں کے دل کی خوشی کا محتاج بن کر رہ جاتا ہے حالانکہ اس نوعیت کے معاملات زندگی بھر رہتے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہیں کہ دوسروں کی خوشی کے لیئے کسی ایک کو اپنی خوشیاں قربان کرنی پڑتی ہے بعض اوقات تو اس کشمکش میں دل سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے اور پھر اکیلے پن یا تنہائی سے ہی دوستی کرنی پڑتی ہے یہ دوستی مظبوط اور جاندار نظر آتی ہے۔

دل کے موسم کو مختلف اردو شعراء نے اپنی شاعری میں استعمال کیا ہے میر تقی میر کے یہاں دل کی دنیا ویران بھی نظر آتی ہے اور آباد بھی ان کی شاعری میں دل کی دنیا ستم زدہ بھی ہے اور مفلس کے چراغ کے مانند بھی۔میر کی شاعری میں جو دل نظر آتا ہے وہ شہر دلی کی طرح خستہ بھی دکھتا ہے۔ یہاں تک کہ فوجی چھاونی کے ہتھیار بند فورس بھی اس میں موجود نظر آتے ہیں۔غالب کے یہاں جس دل کا ذکر ہوا ہے وہ دل تیر نیم کش کی لذت سے آشنا ہے اور ایک معصوم بچے کی طرح نادان بھی مگر اس میں دکھوں کا انبار بھی موجود ہے انہیں یہ بھی شکایت ہے کہ اگر قدرت نے غم اتنے دیے ہیں تو دل بھی دو دیئے ہوتے گویا غالب کے یہاں دل ایسی جگہ ہے جہاں پر غموں کو آباد رکھا جاتا ہے۔اقبال کی تخلیقات میں جس دل کا ذکر ہوا ہے وہ دل اکثر ہمت جذبہ اور شوق سے لبریز نظر آتا ہے جہاں پر مایوسی کفر سے کم نہیں بلکہ موت کے مترادف ہے۔ وہ اکثر دل کو شاد رکھنے کا مشورہ صادر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دل کا پاکیزہ ہونا زندہ دلی کی علامت ہے۔ جنگ عظیم اول اور دوم کے نتائج کے بعد کلہم انسانی آبادی کو جس صورت حال سے گزرنا پڑا اس میں دکھ، تنہائی اور افسردگی اپنا اثر نمایاں رکھتی ہیں۔انہی حالات کا ذکر دل کی دنیا کو لے کر کے جدید ادب میں ملتا ہے۔ بقول حکیم منظور:

ب اب کہ میرا کعبہ دل دشمنوں کی زد میں ہے
پھر مدد کرنا ابابیلوں کے لشکر بھیجنا

ہونے اور نہ ہونے کے درمیان دل خون کے آنسوں رونے پر بھی مجبور

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہو جاتا ہے جس مجبوری کا یہ قرینہ اصل معلوم ہوتا ہے وہ بھی نرالی کائنات کی مالک ہوتی ہے مجبوریاں ایسی جن کا کوئی واضح حلیہ نہیں جس کا کوئی مقام نہیں، جس کا کوئی نام نہیں ہے، یہ بے نام مجبوری آدمی کو بدنامی کا داغ دینے سے بھی کتراتی نہیں ہے بلکہ ہر اصول اور سچائی کو مار ڈال کر ہی آدمی کی جان لیتی ہے، جس آدمی کی جان جاتی ہے اس کا دل حسرتوں کے بوجھ سے پُر ہو کر خالق حقیقی سے جا ملتا ہے اور اپنے پیچھے بے نام کہانیاں لکھ چھوڑتا ہے جو کہ عوام الناس کے لئے نئے موضوعات کو جنم دیکر گفتگو کا مرکز بن جاتے ہیں۔ اس عمل میں نئی ہزار داستانیں وجود میں آجاتیں ہیں جو نئی دل کی کہانیاں رقم کرتی ہے اور یقیناً ہر نئی کہانی کا موضوع دل کی ویرانی یا دل کی بربادی سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ دل کی دنیا اس عجب کائنات کی مالک ہوتی ہے جہاں کسی کی بادشاہت کا سکہ بھی نہیں چلتا صرف اگر چلتی ہے تو بس اک دل کی حکمرانی۔ حکمرانی بھی ایسی کہ نہ کسی بادشاہ کا تخت ہوتا ہے نہ کوئی رعایا ہوتی ہے نہ بادشاہی فوج کی کوئی کمک، نہ نوکر چاکروں کا کوئی چکر اور نہ ہی ہوائی جہازوں کی اڑان، نہ ریل گاڑی کا سفر، نہ بس کرایہ کا جھنجھٹ وہاں اپنی خود کی گاڑی چلتی ہے جس کے ٹائر زمین پر نہیں تخیل میں چلتے ہیں۔

حضرت آدم کی حوصلہ افزائیاں اس بات میں پوشیدہ ہیں کہ کس قدر دل کی دنیا وسیع وعریض وسعتوں کی مالک ہیں جہاں دنیاداری، دینداری دونوں سما سکتی ہیں جن کا جمالیاتی حسن اپنا الگ الگ انفرادرکھتا ہے ایک طرف روحانی فیض یابی اور دوسری طرف مادی خواہشات کا کارِ انبار دونوں صورتوں کی اندرونی کشمکش میں آدمی بیچارہ ہوا میں معلق لٹکتی تلوار کی تیز دھار پر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم کی سی خلش سے جوجھتا رہتا ہے۔

ایک دل بیچارہ کس طرح ان تمام صدموں کو برداشت کر سکتا ہے، کن کن طعنوں کو سہہ سکتا ہے، کن کے اصول کا پابند رہ سکتا ہے قناعت بھی کار رستم والا معاملہ ہے

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

جس کا اطلاق ہر جگہ ممکن نہیں ہے۔دل ہی انسانی جسم کا ایک ایسا عضو ہے جس پر بربادی اور شادمانی کے اثرات کم یا زیادہ مرتب ہوتے رہتے ہیں انہی حالات کے پیش نظر دل کے ساتھ نئے مختلف نام جوڑے جاتے ہیں جیسے دلِ ناشاد، دلبر، دلِ فگار، دل جلا، دل سوز، دل نشین، دلِ ناصور، دل بے درد، دل پھینک، دل لگی، دلِ مضطر، دل اجاڑ، دل باختہ، دل باز، دل بجھا، دل جگر، دل وجان، دل خراش، دل زدہ، دلِ زار، دل ساز، دل سنگ، دل شگاف، دل فروش، دل افسردہ، دل فزا، وغیرہ۔۔۔

دل کی مرکزی حیثیت کو سامنے رکھکر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دل ہی ایسی شئے ہے جس میں تمام دنیا کی وسعتیں سمائی جاتی ہیں کسی سے محبت کے نقوش دل میں ہی مثبت ہوتے ہیں کسی سے نفرت کا غبار انسانی دل سے ہی اٹھتا ہے جس کسی کی بھی عزت لازم ہوتی ہے اس کا دل سے آنا ضروری تصور کیا جاتا ہے کچھ لوگ صرف زبان سے دعویٰ کرتے ہیں اور دل منکر ہوتے ہیں لیکن بہت سارے لوگ دل سے دعویٰ پیش کرنے کے باوجود بھی زبان بندر کھتے ہیں۔دل کی آبادی، اس کی ویرانی، اس کی شادمانی اس کی تباہ کاری اور بربادی سے جڑی مختلف صفتوں کا استعمال اہل زبان روزمرہ گفتگو میں کرتے ہیں۔

''دل کا پردہ'' سے عام معنیٰ میں مراد ہے ''دل کا حجاب یا شرم وحیا'' جس کا استعمال معنوی سطحوں پر یا اصطلاحی سطح پر متعدد مقامات پر کیا جاتا ہے اس اسم کیفیت میں شرم وحیا یا دل کے حجاب کا اُٹھ جانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دل کا پردہ نہایت مائل اور معین مانا جاتا ہے جو اگر پھٹ گیا تو انسان کو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ ہر انسان اپنی خوشی کے مطابق دل بہلاوے کا سامان فراہم بھی کرتا ہے اور خریدنے کا متمنی بھی ہوتا ہے لیکن کچھ اوقات میں اس خرید وفروخت کی قیمت ادا کرنا مشکل بن جاتا ہے یہاں دل کا سودا ہوتے ہوتے ہی رہ جاتا ہے جس میں دل کا تنگ ہونا، دل کا حوصلہ کم ہونا استلزامی امر ہے نتیجتاً دل

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کا بخار شروع ہو جاتا ہے اور دل کا بہلاوا محض علامت بن کر رہ جاتا ہے اس کیفیت کو مختلف شعراء اپنے کلام کے ذریعئے سے سمجھا سکتے ہیں بقول غالبؔ:

ع دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

اب قاری پر منحصر ہے کہ ان کے دل کو بہلانے کے لئے کون سا خیال اچھا ہے۔ آپ اور ہم بھی اپنے اپنے خیالوں میں کھو کر یہ طے کریں کہ کون کون سا خیال ہمارے دل کے بہلاوے کے لیئے صحت مند اور صحت بخش ہے۔ مقدس اور مذہبی کتابوں میں دل کی اہمیت کو قدرے مقدس لکھا گیا ہے جہاں سے تمام اعمال کی بنیاد پڑ جاتی ہے کیونکہ دل ہی ایک ایسی واحد شئے ہے جس کی تمام تر خبریں صرف قدرت کے علم میں ہے اور انہی اصلی خبروں کی بنیادی نیت پر ہی انسانی آبادی کی ترقی یا بربادی طے ہے جس سے ہم سب واقف ہیں۔

دل کا موسم ان حالات سے قدرے واقف ہیں جن حالات سے عوام الناس کو سیدھا راستہ اختیار کرنا ہوتا ہے یا کہ غضبی راستہ دکھایا جاتا ہے۔ آدمی ہر حالت میں دل کے موسم کا محتاج ہے نیز محتاجی کے عالم میں نئے نرالے سوال، جواب وجود میں آجاتے ہیں جہاں سے نئی سبق آموز کہانیاں جنم لیتی ہیں جیسے "دل کا کیا قصور"، "دل ہے کہ مانتا نہیں"، "دل والے دلھنیاں لے جائنگے"، "دل جلے" "دل تیرا دیوانہ"، "دل رازی ہے"، "دل کی دھڑکن"، "دل گواہ ہے"، "دل کا رشتہ"، "دل کی دھڑکن"، "دل کا گاہک"، "دل کا غبار" قابل ذکر ہیں۔

ہر کسی کے دل کا غبار ہمیشہ کے لئے کبھی نہیں نکلتا ہے ہاں ہوا میں ضرور واں ہو جاتا ہے یا کہ پھٹ جاتا ہے جس کی چھینٹیں چار سو پھیل جاتی ہیں اور اس پھیل جانے کے عمل میں نئے ہنگامے جنم لیتے ہیں جن کی آخری منزل شدت کی بنیاد پر یا تو جیل کی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

سلاخیں ثابت ہوتیں ہیں یا پھر قبریں منتظر:

؎ دہن واں کردہ قبریں منظر ہیں
یہ جشن زندگانی شام تک ہیں

حامدی کاشمیریؔ

نازکی ان کے دل کی کیا کہیے جو معمولی سی باتوں سے بھی ٹوٹ جاتے ہیں جنھیں دنیا کی کوئی دواء جوڑنے سے قاصر ہیں یہاں تک کہ ماہر سے ماہر طبیب اور سرجن اگرچہ دل کا آپریشن کرتے ہیں پیس میکر ڈال لیتے ہیں جو کہ سائنس کی سب سے بڑی دین بھی اور ترقی بھی ہے لیکن کیا کیجئے ٹوٹے دل کو جوڑنے کا کام کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ یوں کہئے کہ یہ چیزیں بس میں ہیں صرف وقت کی جو ہر زخم کو سی لیتا ہے ہر مرض کا مداوا ہے اور ٹوٹے دل کو جوڑ دیتا ہے:

؎ دل دے تو اس مزاج کا پروردگار دے
جو رنج کی گھڑی بھی خوشی سے گزار دے

داغ دہلویؔ

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

فیملی فوٹو سے سیلفی فوٹو تک

رفتہ رفتہ سب تصویریں دھندلی ہونے لگتی ہیں
کتنے چہرے ایک پرانے البم میں مرجاتے ہیں

خوشبیر سنگھ شاد

انسانی تاریخ نے اپنے ماضی کو محفوظ کرنے کے لیے، حال کو دلچسپ بنانے کے لیے اور مستقبل میں ان گزرے اوقات کی تلخ ،شیرین نیز حسین یادوں کے جروکوں میں باہیں واں کرنے کی خاطر مختلف تراکیب متعین کیں ہیں جن میں تحریری، تقریری، تصویری ، ویڈیوگرافی سے تیار کردہ مختلف مواد شامل ہیں۔ مصور کے کیمرے سے لی گی تصویروں کو سھنبال کر البم کی صورت میں محفوظ رکھنا ہمارے اسلاف کا ورثہ خاص مانا جاتا تھا اور ماننے کے قابل بھی تھا جس میں نئی نسل کے لیے وراثت کے بطور اسلاف کے ہنر، انکی کامیابی، ناکامی اور اجتماعی طور پر انکی زندگی کی تفصیلی صورت حال کو گویا تفسیر کی حالت میں بزبان حال تصویروں میں مقید کیا جاتا اس طرح سے ہر خوشی ، غم، ہر قسم کی کیفیت، تجربوں کی خوش کن تاریخ ،احساسات مشاہدات کی غیر سالمیت انداز کو سنبھال کر فیملی فوٹو کی صورت میں نفیس البموں میں سجایا جاتا تھا ان عمارات کے کھنڈرات کو بغور دیکھنے کے بعد انسانی وسایل یا حیاتیاتی رسائی کی روایتی تاریخ کا پتہ ملتا تھا نیز بیتے ہوے کل کے وہ لمحات یاد کیے جاتے تھے جن سے مستقبل کی نسلیں فیض یاب ہو جاتیں تھیں اور اپنے اسلاف کے ان

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

یادوں کو سینے سے لگانا ان کے لیے رگ جان بھی بن جاتا تھا اس طرح اسلاف کا ماضی یادگار بن جاتا تھا۔

دل کے شیلف میں شاید کتنی
یادوں کے البم ہوتے ہیں
اک البم حسن جزیروں کا
اک سرمایہ تصویروں کا

(مرزا نیازی)

فیملی فوٹو کے لغوی معنی خاندان کے بنیادی افراد کی تصویر کھینچنا سے مراد لی جاسکتی ہے اور ادبی یا اصطلاحی معنوں میں اس سے مراد وہ تصویر لی جاسکتی ہے جس سے دیکھ کر فرد کو خود اور فیملی فوٹو میں موجود زندوں یا مردوں کی زندگی سے متعلق واقعات یاد آجائیں اور اس صورت میں ان سے وابستہ جذبات، احساسات اور بیتے لمحوں کے اعداد و شمار ہاتھوں کی انگلیوں پر یکا یک آجاے اور انسوں بہنے شروع ہو جاے جبکہ سلفی فوٹو سے مراد خود سے لی گی خود کی تصویر ہے یہی اسکے لفظی معنی ہے جس کو اصطلاحی معنوں کے اعتبار سے یوں بیان کرے کہ یہ ڈیجیٹل میڈیا کی ایسی دین ہے کہ بننے سے قبل ہی ڈلیٹ بٹن کی محتاج رہتی ہے اور اگر زیادہ اچھی کیمرے میں قید ہویی تو سوشل میڈیا سائٹس یا سماجی رابط گاہوں پر شیئر ہو کر لایک اور کمنٹ تک محدود رہتی ہے۔ دونوں اقسام کی تصویروں میں اپنی اپنی الگ تاریخ اور امتیازیت موجود ہوتی ہے ایک وہ جس میں مل جل کر رہنے کا فن پنہاں ہے جہاں دادا، دادی، نانا نانی اور اسی طرح کے خونی و خاندانی رشتوں کی احساسیت اور محبت و شفقت کی گرماہٹ نظر آتی ہے جو انسان کے سماجی جانور ہونے کی ضمانت ہے۔ دوسری قسم کی فوٹو وہ ہے جس میں صرف ایک اکیلے تنہا پریشان انسان کی تصویر قید ہے جو بظاہر خوش لیکن اندر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

سے ٹوٹا ہوا ہے جس کو کہیں سے رشتوں کی، جذبات کی، شفقت کی کویی ولولہ خیزی نہیں ملتی جو صرف ایک جانور بن گیا ہے اور سماج سے کٹا ہوا ہے جس کی زندگی اور اسکی نفسیات یا حالات کی تفسیر سے ماں، باپ، بھائی، بہن بے خبر ہے اور جس کی خبر پوشیدہ ہے اسکے ڈیجیٹل الات کے مقرر کردہ پاس ورڈوں میں۔ابتدایی ایام میں خاندانی روایات کو لیکر زندگی بسر کرنا انسان کی فلاح و بہبودی کا عندیہ تھا اور موجودہ دور میں اس تصور کی نفی ملتی ہے جس کی بدولت فیملی سے سیلفی تک کا دور قایم ہوا۔

اب کے دور میں ایک انسان ہمدمی، ہمکلامی، احساسی اور الفت کی سطح پر اپنی فیملی سے ایک درخت کے پتے کی طرح وقت سے پہلے کٹ چکا ہے جسکی کل کاینات ایک سمارٹ فون کے سوا کچھ بھی نہیں ہے جس سمارٹ فون نے اس سے اس کے سارے قریبی اور حقیقی رشتے چھین لیے ہیں اور اس طرح سے ایک گھر کا فرد فیملی فوٹو سے کٹ کر سیلفی میں جڑ جاتا ہے یوں ہی پوری فیملی فوٹو خالی ہو کر رہ جاتی ہے اور البم اکیلے الماری کے کسی کونے میں ہاتھ ملتا ہوا خون کے انسوں رو دینے پر مجبور ہو جاتا ہے کیوں کہ اس کا قتل عام سر بازار ہو جاتا ہے اور اس کی قیمت سیلفی فوٹو کو تنہایی کے عالم میں جو اس کو وجود میں ملی ہے کی صورت میں چکانی پڑتی ہے۔شجرہ نصب کا ریکارڈ فیملی فوٹو میں شناختی کارڈ کی طرح درج ہو جاتا ہے جو ایک تاریخی سند کی حیثیت رکھتا ہے جس کی بنیاد پر نیی جنریشن اپنے اسلاف کو جان پاتی ہے یا پہچان پاتی ہے بعض اوقات باوجود کوششوں کے فیملی فوٹو میں سے ایک تصویر دیکھنے والوں کی پہچان میں نہیں آتی ہے جس کو پہچان کی گمشدگی سے تعبیر کیا جاتا ہے جو دیکھنے والوں کے ذہنوں کو بار بار جھنجوڑ کے رکھ دیتا ہے کہ فلاں شخص کا میرے خاندان سے کیا تعلق ہے اور یوں یہ ہمارے خاندانی فیملی فوٹو میں موجود کیوں ہے؟ حالانکہ یہ نیم پلیٹ کی گمشدگی کہلایی جا سکتی ہے جس کا تعلق براہ راست جدید معاشرے کے وجودی بحران

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

سے متعلق ہے۔

سیلفی فوٹو میں اس بات کا خاموش اظہار ملتا ہے کہ سیلفی لینے والا آدمی اکیلے سفر پر رواں دواں ہے جس میں ترتیب غایب اور بے ترتیبی نمایاں ہوتی ہے سیلفی فوٹو میں شخص کے حلیہ کا ٹیڑھا انا کبھی کبھی اسکی تکنیکی مجبوری پر منحصر نظر اتا ہے اور کبھی کبھی اس کی ضرورت سیلفی لینے والے کے اسلوب یا اسٹایل کی وجہ سے پیش اتی ہے جسکی ایک اچھی یا بری خاصیت یہ بھی ہے کہ یہ کسی بھی جگہ، کسی بھی موقع اور کسی بھی حالت میں لی جاسکتی ہے بقول شاعر:

کہیں آوں یا پھر جاووں، سیلفی لیتا ہوں
میں جو بھی گل کھلاوں، سیلفی لیتا ہوں
صفائی میں دانتوں کی، چاہے ہفتے گزار دوں
پیسٹ برش پہ جب لگاووں، سیلفی لیتا ہوں
سلام لوں یا نہ لوں، عزیز و اقارب سے
مگر فنکشن میں جب بھی جاوں، سیلفی لیتا ہوں

(نظم، سلفیی لیتا ہوں، طارق اقبال)

سیلفی تصور اور فیملی تصور دو نظریاتی، فکری اور زمینی حقایق کی شناخت پر مبنی ہے جو معاشرتی روایات کے مطابق جنم لیتے ہیں سیلفی تصور انسان کی انفرادی آزادی کا حامل ہے جسکی جڑیں جنگ عظیم اول اور دوم کی تباہ کن نتایج کے بعد ایک رجحان کی بنیاد پر قایم ہوئیں اور مابعد سچائی کے دور میں اب ڈیجیٹل ورلڈ وائڈ منظرنامے میں انتہائی با اثر طریقوں سے اپنی ہر بات منواتی بھی اور چھپواتی بھی کیونکہ چھپنا اس کے لے مشکل نہیں ہے بلکہ یوں کہیں کہ انسانی میموری کے تمام کلیدی اعضاء پر اسکی مہر ثبت ہو چکی ہے جس نے یاداشت کی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

پوری فایل کو کرپٹ کردیا ہے جو ایک وایرس کی طرح انسانی دماغ میں پھیل چکا ہے اور ایک مہلک سماجی بیماری کی حیثیت اختیار کرچکا ہے گویا لفظ سیلفی نیی نسل کی ڈکشنری کا حاص لفظ بن چکا ہے۔جس نے کہی جانیں بھی تلف کرلی،جس نے شوق کے نئے پیمانہ حیات کو جنم دیا ہے ساتھ ہی صدیوں کے مقرر کردہ ان اصولوں کا جنازہ نکالا جنھیں آدم کی ذات نے خون سے سینچا تھا اب میت کی ذات کا تذلیلی منظر سیلفی سے عیاں ہوتا ہے،کسی محتاج کی محتاجی کا مذاق اُڑانا ہوتو جناب سیلفی لیجے اس غریب کے ساتھ،حادثے میں فوت ہونے والے کتنے اشخاص کو بچایا جاسکتا اگر سیلفی فوٹو کے شوق نے روک کر ادمی کو شفاخانے پہنچانے کا عمل کروایا ہوتا،کسی شخص کی شادی ہو یا بربادی اسکے لیو منظر کا سیلفی فوٹو یا ویڈیو کی صورت میں شیر ہونا لازمی ہے جبکہ فیملی تصور میں ان تمام چیزوں کی نفی ملتی ہے جہاں انفرادیت کے بدلے اجتماعیت کو اپنایا جاتا ہے جہاں اکیلی ذات کا غم نہیں چلتا بلکہ خنجر چلے کسی پے تو تڑپتے ہیں ہم امیر والا معاملہ نظر اتا ہے اس تصور میں فیملی کی خوشحالی پنہاں رہتی تھیں جس میں محبت اور شفقت کی گرماہٹ ملتی تھیں جہاں نظارے خشبو بھرے اور جذبات کی عکاسی شستہ پن کی ترجمان ہوتی تھی گویاں کہ وہاں جذبات کی ایک بہترین نیز عمدہ یا بااثر کلیات تشریح طلب جمع ہوتی تھی جس سے فیملی البم کہا جاتا تھا اور یہاں عہد سیلفی میں جذبات کا بکھراؤ گویا نالہ برد ہوجیسے اور جن کو بیان کرنے والے،سننے والے بغیر کسی چوں چرا کے لکھنے کے بعد ایک معمولی ڈلیٹ کلک سے ہمیشہ کے لیے ختم کردیتے ہیں اور اسطرح سے سیلفی کے دلدادے وجودی سطح پر واش ہوجاتے ہیں عین ایک سیلابی صورت حال کی مانند اور بعد میں جو دریا کنارے بچ جاتا ہے اس سے عام لفظوں میں تلچھٹ کہہ کر رد کردیا جاتا ہے۔

☆☆☆

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

زبان کی جمالیات

زبان کے حلیہ اوراس کی ہیت میں اگرچہ یکسان مماثلت پائی جاتی ہے لیکن اس کا انفرادااس وقت کھل کرسامنے آجاتا ہے جب اس کی جمالیات عیاں ہو جاتی ہے اور جمال کے ساتھ اس کا جلال بھی ظاہر ہوتا ہے جو ماچس اور پٹرول کی مدد کے بغیر ہی نہ بجھنے والی آگ دہل دیتی ہے۔

ہر متنفس زبان کی دولت سے مالا مال ہے جس کی بدولت ایک سماجی رابطہ قائم کیا جاتا ہے، رشتے پیدا کیے جاتے ہیں اور بگاڑے جاتے ہیں دوستیاں جنم لیتی ہیں تو زبان کی وجہ سے، دشمنی کو پیدا کرنے کا سہارا بھی زبان کو ہی حاصل ہے۔ ہر نفس زبان کا استعمال اپنی ضرورت، طاقت اور استعداد کے مطابق کرتا ہے جب بھی کوئی شخص اپنی زبان کا استعمال مقرر کردہ قیود و حدود سے نکل کر کرتا ہے تو اس پر زبان درازی کرنے کا الزام عائد کیا جاتا ہے کچھ تو مفت مشورہ صادر کر کے کہتے ہیں ''زبان کو لگام دو'' جس کے محاوراتی معنیٰ ہے چپ رہو، سمجھ کر بولو لیکن کیا کیجئے گا کہ زبان کو لگام دینے سے کوئی فائیدہ نہیں بلکہ لگام اگر کس کر رکھنی ہے تو وہ سارے انسانی وجود کی کسکر رکھنی ہوگی کیونکہ بہر حال زبان کا استعمال مخاطب اور مخاطب الیہ دونوں پر اپنا اثر بنائے رکھتا ہے۔

زبان کا بنیادی وجود انسان کے خمیر سے اُٹھتا ہے جہاں جیسی تعمیر ہوئی ہوگی وہی زبان سامنے آئے گی وہی بول بولے جاسکتے ہیں جن سے یا تو محبت کے شگوفے کھل اُٹھیں گے یا پھر نفرت کے خار نکل آئینگے۔ دونوں صورتوں میں زبان کی جمالیات ہی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کام آتی ہے جو دل کی باتیں، دماغ کے خیالات، اپنے احساسات اور جذبات کو لوگوں کے سامنے لاتی ہے، سامنے آنے کے ساتھ ہی لوگوں کے پاس شخص کی شخصیت کا اظہار ہو جاتا ہے، اس کی دانش، فہم و فراصت کا معیار قائم کیا جاتا ہے، وسعت علوم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے شخص کی جاہلیت عوامی گفتگو کا مرکز بن جاتی ہے جس گفتگو سے ایک نئی جمالیات جنم لیتی ہے جہاں ہزار طرح کے نئے سوالات سامنے آجاتے ہیں جن سے جمالیاتی اظہار بیان میں نئی طرح کی زبان دانیاں معرض وجود آجاتی ہیں۔

لوگ ظالم ہے ہر اک بات کا طعنہ دیں گے
باتوں باتوں میں میرا ذکر لے آئیں گے
چاہے کچھ بھی ہو سوالات نہ کرنا ان سے
میرے بارے میں کوئی بات نہ کرنا ان سے

(کفیل آرزو امروہوی)

زبان بندی کو اگر چہ دنیا کے سیاسی اصولوں اور جمہوری قوائد نے خلاف حقوق انسانی قرار بھی دیا ہے لیکن نہ جانے کتنی ظاہری اور غیبی طاقتیں اس پر شدومد کے ساتھ کام کرتی ہیں ۔جس سے انسان کے بنیادی حقوق تلفی سے تصور کیا جا سکتا ہے۔ جی ہاں خصورِ والا کون سا ملک، کون سا دیش، کون سا ادارہ، کون سا گھرانہ ایسا ہے جہاں زبان بندی لازم نہیں ہے ، جہاں زبان کی جمالیات کو مجروح کر کے رکھ دیا گیا ہے، جہاں سچ بولنا خود پر واجب القتل کی مہر ثبت کرنا ہے، جہاں اگر زندہ رہنا ہے تو محض فریب کاری سے کام لینا ہوگا۔ زبان کی جمالیات تب کیا رنگ لاتی ہے جب عام عاشق رستم پہلوان سے زیادہ طاقت ور ثابت ہوتا ہے، جہاں یقین محکم کے ساتھ بدصورت عاشق کو حسن یوسف سے تعبیر کیا جاتا ہے، جہاں دعویٰ محبوبی کی بنیاد پر بے چارے عاشق کو شرین کا فرہاد بھی قرار دیا جاتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

مخاطب الیہ دل ہی دل میں اندیشہ ہائے دور دراز کی مانند ایسے ہی خیالی عاشق کو پانے کی چاہ میں ڈوب جاتا ہے جہاں سے کچھ بچ نکل کر آجاتے ہیں اور کچھ ڈوب کر مر جاتے ہیں ۔زبان کا جمالیاتی پن اس وقت نئے ہزار چشمے پھوٹنے کا نرالا انداز پیدا کرتا ہے جب عاشق محبوب کی تعریف میں ملک الزبیتھ کو بھی مماثلت میں نہیں لاتا اور جہاں مونالیزا کی مسکراہٹ بھی معنی ندارد جیسی ٹھہرتی ہے:

؎ سو دیکھ کر تیرے رخسار و لب پہ یقین آیا
کہ پھول کھلتے ہیں گلزار کے علاوہ بھی

(احمد فرازؔ)

؎ ان کے رخسار پہ ڈھلکے ہوئے آنسو توبہ
میں نے شبنم کو بھی شعلوں پہ مچلتے دیکھا

(ساحر لدھیانویؔ)

شعراء حضرات کی زبان دانی کا کہاں کوئی ثانی ممکن ٹھہرا جہاں محبوب کے لب ورخسار کی روشنی چاند کی روشنی کے مترادف ٹھہرائی گئی ہو، جہاں معشوق کے رخسار اور دہن میں بہترین خوشنما پھولوں کا باغ بھی آباد کیا جائے، جہاں شبنم بھی آگ کے شعلوں میں زندہ باد کا نعرہ لگا کر مسکرا رہی ہو۔

زبان کا جمالیاتی ہنر زبان دانوں کو ہی بہ خوبی آتا ہے، ہم اور آپ تو ٹھہرے عام انسان جن کی زبان سیدھی سادھی بے چاری لفظوں کے انتخاب میں بھی کمزور معلوم ہوئی جہاں اپنی بات سامنے رکھنے سے بھی زبان مجبور و محصور نظر آتی ہے جس کا فائدہ سیدھے سیاست دان حضرات اپنی سیاسی بیان بازی سے حاصل کر لیتے ہیں جوں ہی محترم خواتین و حضرات سے کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو ان کے سیاسی آقا فوراً اپنی خوبصورت زبان

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

کی جمالیات کا جلوہ دکھا کر بول اٹھتے ہیں کہ یہ "موصوف کی سیاسی معصومیت تھی"، لیجئے جناب اب کیا کیجئے گا اس زبان دانی کا جو سیاسی معصومیت ٹھہری، اس کا کیا جب ہماری اصلی معصومیت کو زبان کی نوک پر، جنجر کے وار سے پابند سلاسل کر دیا گیا یا جب ہماری سیدھی سادھی گفتگو کو دراندازی کا لبادہ پہنا کر سرکاری کاغذوں میں درج کر کے ہمیں چار دیواری میں مجبور و بے بس کر کے رکھ دیا توبہ میری توبہ ایسی زبان دانی سے جس میں نہ جمال ہی تھا اور نہ جلالی پن تھا بلکہ بات ایسی تھی جس میں کوئی بات ہی نہ تھی:

بقول وزیر آغا

؎ آہستہ بات کر کہ ہوا تیز ہے بہت
ایسا نہ ہو کہ سارا نگر بولنے لگے

سقراط نے اپنے قوت برداشت اور صبر کے عناصر کو زیادہ مضبوط اور پختہ بنانے کے لیے اپنے لیے بدمزاج بیوی کا انتخاب کیا جو بات بات پر نئی کہانیاں بناتی تھی، سقراط کو برے برے ناموں سے بلاتی رہتی تھی، لن ترانیاں، گالی گلوچ اور خلاف شان باتیں کرنا ان کا معمول تھا، سگھڑ پن اور ناشائستہ القاب و آداب سے ہر ایک کو یاد کرنا ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ سقراط جان بوجھ کر انہیں لڑائی کے لیے اکساتا رہتا تھا جس کی وجہ سے سقراط کو ایک نئی قوت اور طاقت مل جاتی تھی ۔ بقول سقراط "سقراط اسی بیوی کی وجہ سے سقراط ہے"، یہی وجہ ہے کہ سقراط نے رہتی دنیا تک اپنا نام زندہ رکھا اور تلخ حقائق کا بڑی بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا جس کا ہنر واقعی ان کی بیوی کی زبان کی جمالیات میں موجود تھا ۔بقول شاعر

؎ کج فہم تھی ضدی تھی قیامت تھی سراسر
سقراط کو دیتی تھی وہ صلوۃ پہ صلوۃ

امیر چند بہار

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

زبان کی جمالیات کی بربادی کا منظر نامہ بھی ایک خوبصورت تاریخ رکھتا ہے جس کی شروعات غیبت کی غضبنا کی سے ہوتی ہے جب زبان غیبت بیان کرتی ہے تو بیان کرنے والا خود کو جہنم کے لیے رقم کرتا جاتا ہے اور اس عمل کے دوران نئے بہتان بیان کر دیے جاتے ہیں جس کا دور دور سے بھی شخص کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔زبان سے ادا کیے جانے والے الفاظ نیوکلیر بم سے بھی زیادہ تیز اثر رکھتے ہیں جس بھی شخص کے لیے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں عمر بھر اس کے دل پر تازہ بہ تازہ ان کا اثر رہتا ہے اگر الفاظ سے برائی پیش ہوتی ہے تو ناممکن ہے کہ سننے والے کا دل آپ کے لیے کبھی صاف ہو جائے اور تعریفی کلمات بیان ہوئے تو عمر بھر کے لیے صاحب آپ کی تعریف کرتے ہوئے تھکتا نظر نہ آئے گا ،زبان کے جمالیاتی پیرائے کا ہنر اس بات میں بھی پوشیدہ ہے کہ یہ ان نفیساتی بیماریوں کو بھی جنم دیتی ہے جن سے انسان کی ذات خاک ہو جاتی ہے اور ان کا کردار بھی بدکرداری کی مہر ثبت کر کے جاتا ہے۔جی ہاں دوستو بات ان لوگوں کی ہو رہی ہے جو خود ستائی میں ماہر ہوں اور خوش آمد کے لدادادہ جن کے متعلق سماج اپنا ایک خاص نظریہ قائم کرتا ہے ۔اس نظریے کے عمل دخل میں بھی زبان کا استعمال ہوتا ہے۔اب یہ کن اقدامات کی جانب نظریہ قائم کرنے والوں کو لے جاتا ہے اس کا فیصلہ آپ کے ہاتھ چھوڑ جاتا ہوں کہ کیا یہ زبان کی نئی جمالیات ہو سکتی ہیں یا زبان کا جلالی پن ہو سکتا ہے۔آپ جو بھی اخذ کریں گے کسی تک بھی نہ پہنچا یے ورنہ آپ قانون کے مطابق مجرم قرار دیے جاؤ گے۔ جن افراد کے متعلق یہ خاص نظریہ قائم ہو جاتا ہے واقعی وہ اس نظریے کے قابل لوگ ٹھہرتے ہیں جن کی عمریں فنا ہو جاتی ہیں بس اک لفظ خوش آمد کو پالتے پالتے حالانکہ وہ اس امر سے شائد کبھی بے خبری کے عالم میں بھی رہتے ہیں یا یوں کہیے کہ بے خبری کے عالم میں رہنا ہی پسند کرتے ہیں مگر حق تو یہ ہے کہ ایسے افراد ایک سماجی بیماری کو جنم دینے میں اہم رول ادا کرتے ہیں

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

۔اس نوعیت کے افراد جس زبان کا استعمال کرتے ہیں وہ زبان بھی بیمار زبان کہلائی جانی چاہیے کیوں کہ اس کا کوئی فائدہ سماجی بہبود میں نہیں ہوتا ہے بلکہ بجائے تعمیری سوچ کو فروغ بخشنے کے یہ لوگ تخریبی ذہنیت پالتے ہیں جس کا نقصان عام آدمی کو ہی اُٹھانا پڑتا ہے ان مدح خوانوں کا کیا یہ تو بے فکری کے دھویں اڑھاتے چلے جاتے ہیں کس کو کیا تکلیف ان کے حرکات وسکنات سے ہوئی اس کا انہیں نہ ہی اندازہ ہوتا ہے اور نہ ہی احساس ۔ایسے افراد اس احساس سے بہت عاری معلوم ہوتے ہیں جن کے لیے یہ شعر حق بہ جانب ہے:

ے اس کی محبت پل دو پل ہے ساگر
خوش رہنا پھر خوش فہمی میں نہ رہنا

سماج میں چند افراد اس شوق سے بھی لدھے ہوئے ہوتے ہیں کہ لوگوں کے خیالات چوری کر کے گلی گلی ،نکڑ نکڑ ،کوچہ بہ کوچہ اپنی زبان دانی میں بیان کرتے رہتے ہیں ،خیالات یا اصلی مواد جن کا ہوتا ہے وہ بھی جب اس چور کی زبانی سنتے ہیں تو دھنگ رہ جاتے ہیں کہ میں نے تو ایسا دور دور تک بھی اس تعلق سے نہ سوچا تھا جیسا یہ چور چوری کا مال مفت میں بیان کر کے اس کو مجروح کر رہا ہے۔

زبان کی جمالیات کا حسین اور اصلی رنگ تو محترالمقام ہماری واجب الاحترام خواتین کے یہاں ملتا ہے وہ جس صورت میں چاہے زبان کی جمالیات کا رخ موڑ سکتے ہیں اور اس رخ موڑنے کے عمل کے دوران ہزاروں لوگ مرگ انبوا کا منظر قائم کر سکتے ہیں ،ریاستیں آننا ماننا اپنا سیاسی ہلیہ تبدیل کر جاتی ہیں ،معمولی کھینچی گئی لکیریں سرحدیں بن سکتی ہیں ،گہری دوستیاں لمحوں میں دشمنیوں میں تبدیل ہوتی ہیں ،حضرت واعظ جو عمر پیری میں بڑے اجتماعوں سے محراب پر خطاب کرتے ہیں کی جوانی کی تفسیری شرح اور اس کی ذات کا آئینہ بھی اس محفل میں دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ محض ایک محفل نہیں رہتی بلکہ ایک تاریخی

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

دستاویز یا ڈاکومینڑی کی صورت اختیار کر جاتی ہے کہ یہاں کوئی بندہ خدا پوشیدہ نہیں رہ سکتا ہے بلکہ زبان کی جمالیاتی لہروں سے سمندر بھی ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آتا ہے یہ اس محفل کا حسن زن ہے جہاں سب کو الف ننگا دیکھا جاسکتا ہے۔

عام زندگی کے رواں اصولوں میں زبان و بیان کے بہترین نمونے دیکھے جاسکتے ہیں یا دیکھنے کے لائق اس وقت ٹھہرتے ہیں جب دو لوگ آپس میں جھگڑ لیتے ہیں تو دونوں کے شریانوں کے اندر خون کی گردش کا عالم ہی نرالا ہوتا ہے جس میں physical fitness کا سنہرا موقع ہاتھ لگتا ہے، دونوں افراد کے ہاتھ گردش میں، چہروں پر معمولی سی سرخی مائل روشنی جاگ اٹھتی ہے، دل زوروں سے دھڑکنے لگتے ہیں، ضرورت پڑی تو پاؤں سے ٹانگ تک کا بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اگر دونوں میں سے کسی ایک کے سر پر بال موجود ہے تو کھینچے جاسکتے ہیں، گردن سے کہلوں تک کے تمام اجزاء کی بھی خبر لی جاسکتی ہے لیکن اس تمام تر جسمانی گردش کے بعد زبان کی گردش شروع ہو جاتی ہے اور نئی نئی تراکیب ایجاد کی جاتی ہیں جو گینز بک آف ورلڈ میں جگہ پاسکتی ہے مگر انسان کی ذات کا بھی کوئی جواب نہیں جونہی معرکہ آرائی ختم ہوئی تو زبان سے ادا کیے گئے تمام لفظوں کا جمالیاتی جائزہ لیا جاتا ہے یہاں تک کہ دونوں اشخاص ''اگر ممکن ہوا'' ایک دوسرے سے معافی کے طلبگار بن جاتے ہیں لیکن کئی صورتوں میں معافی کے بجائے تھانے میں رپٹ لکھوائی جاتی ہے کیس کی اگر نوعیت سنگین نکلی تو کورٹ کچہری بھی دور نہیں ہے وہاں پر یہ کیس وکلاء صاحبان کے ہاتھوں میں آجاتا ہے اور یہاں پر زبان کی جمالیات کا قانونی برتاؤ دیکھا جاسکتا ہے جس میں مدعی، مدعی الیہ اور گواہوں کے علاوہ وکلاء کے ساتھ ساتھ قانون کے ماہرین جج صاحبان بھی اس کھیل کے کھلاڑی بن جاتے ہیں غرض زبان کی جمالیات کا خاتمہ ممکن نہیں ہے۔ بلکہ ہر نئے موڑ پر نئی تراکیب کا ایجاد کیا جانا انسانی تہذیب اور سماجی سروکار کی ضرورت

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہوتی ہے۔اس ضرورت کے مطابق زبان کی جمالیات کا روز بہ روز ترقی کرنا اہم اور ضروری ہے۔

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

یقین کا سلسلہ اوہام تک ہے

ابن آدم کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کے خلد سے نکالے جانے کے امکانات روشن نظر آرہے تھے جن کی شروعات ابلیس کے سجدہ انکار سے ہوئی تھی۔ شجرہ ممنوں سے لیکر حضرت آدم کی دنیاوی زندگی تک کے تمام مسایل کی بنیاد شک وشبہات اور یقین کی ان منزلوں تک رسائی رکھتے ہیں جن کی اخری سرحد فطرت قدرت یا خدائی کے یہاں سربسجود ہونے کی کیفیت تک مقرر ہے جہاں سے طاقت، قوت یا پاور کے تمام کنارے خود بخود خالق حقیقی کے سامنے زانو تہہ کیے ہوے نظر اتے ہیں اس عمل کے دوران صرف ایک باطنی قوت یقین ہی آدم کو سنھبالتی ہے اور سنھبالتی آئی ہے جس کو اپنانے کی تلقین ہر مذہب کے ہدایت ناموں اور انکے پیمبروں یا اوتاروں نے اپنے اپنے پیروکاروں کو کی ہے۔

تاریخی اوراق گواہ ہیں اس بات کے کہ یقین ایک ایسی شیے ہے جس کا براہ راست یا راست مقابلہ وہم کے ساتھ رہتا ہے اس وہم کے ساتھ جس کو کسی بھی علمی اصول، عقلی منطق یا مذہبی قواید نے اپنانے کے ہدایات نہ دیے ہیں بلکہ علم نفسیات نے تو اس سے خطرناک بیماری قرار دیا ہے اور Biharol Science سائنس کے مطالعے نے اس سے دور رہنے کی صلح جاری کی ہے۔ وہم کے اکثر حملے یقین پر ہوتے رہتے ہیں۔

یقین کی بنیاد اس وقت پڑ گی جب آدم کی تخلیق خالق حقیقی نے اپنے پاک دست مبارکوں سے کی اور اسکی پشت پر ہاتھ پھیر کر پوری کائنات میں ابسنے والے افراد کے اندر

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

حوصلہ پیوست کیا یقین ایک ایسی چیز ہے جسکی بدولت حضرت انسان اپنی زندگی کو بہتر بنانے کے لیے ہر قدم پر نئے جھنڈے گاڑنا چاہتا ہے اور نئی منزلیں طے کرتا جاتا ہے، چاند پر کمندیں ڈالتا ہوا نظر آتا ہے، بلند اسمانوں کی سطحوں پر اڑان بھرتا ایا ہے، زمینوں کے اندر سے اپنے لیے روزی روٹی کی بہترین سبیلیں کرتا رہتا ہے، بہتے دریاؤں کے اندر اپنے لیے تلاش رزق کی راہیں ہموار کرتا جاتا ہے غرض یقین ان اوہامات، خدشات، افکار، تجربات اور متزلزل خیالات کو سنبھالتا ہیں جن کی بدولت آدم مسایل کا مقابلہ کر کے ہر قدم اگے بڑھتا رہتا ہے اور اس طرح سے انسانی زندگی کے سفر کی یہ ناو سمندر میں رواں دوان ہے جو کبھی متعدد طوفانی موجوں کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتی ہے اور کبھی تھک ہار کر کف افسوس مل کر صرف سرد آہیں بھر بھر کر اپنی نگاہیں اسمان کی بلند سطحوں کی جانب لگا کر اپنے معبود سے یا تو اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتی ہیں یا پھر اپنی لکھی گی قسمت کے بارے میں قدرت سے سوالی ہوتی ہے جس کو غالب نے یوں کہا تھا۔

نقش فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا
کاغذی ہے پیراہن ہر پیکر تصویر کا

غالبؔ

پیکر تصویر میں قابض ایک انسانی ڈھانچہ بہر صورت سوالی نظر آتا ہے گویا یہ نقش اپنے خالق کی ہر اس شوخی کو دیکھتا بھی چلا جاتا ہے اور تمام تر اثرات نیز احساسات کو محسوس کر کے بھی اپنی ذات کے حصار کو کاغذی پیراہن میں اپنی نازک اور کبھی نہ بننے والی اس تصویر کو سوچتا ہے جس کا حلیہ محض مخصوص شخص کے مخصوص خیال کے مطابق قایم ہے اور جس کو توڑنا اس کے بس کی بات نہیں بلکہ حق تو یہی ہے کہ یہ محض ایک ڈھانچہ نہیں ہے ٹھیکری یا بجتی ہوئی مٹی کا یہ ڈھانچہ ایک زندہ دل، دماغ، سوچ، فکر، احساسات نیز جذبات کا پیکر ہے جو

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

ہر آن محسوسات، مشاہدات، تجربات کی دنیا میں رہتا ہے جہاں اسکی ہر سعی ،اس کا ہر عمل ،اس کا ہر تجربہ اوہامات سے یقینیات تک کے حالات سے نبرد از ما ہوتا رہتا ہے۔جس میں کبھی حالات اس پر حاوی ہو جاتے اور کبھی یہ شخص حالات پر نبرد از ما ہو جاتا ہے اس طرح یہ سفر چلتا رہتا ہے اور نیے حوادث نئے امکانات نئے جنگ و جدل کے امکانات منظر عام پر آجاتے ہیں یوں یقین سے اوہامات تک کا یہ سلسلہ اندیشہ ہاے دور دراز کی مانند اگے بڑھتا رہتا ہے اور آدم کی اولادیں روایتی ادوار یا جدید عہد میں تشکیل دیے گے خود ساخت، بنائے گے از طرف دشمنان، قایم شدہ برائے تباہی و بربادی، یا پھر نیچر کی جانب سے وارد کیے گے حصار میں پھنس جاتا ہے۔

ے لبوں کو چھو لیں ہوا کوئی بات ہو تو چلیں
حصار رد میں راہ نجات ہو تو چلیں

(حامدی کاشمیری)

تمام تر تجربات کا سنگلاخ راہوں سے گزر کر اصلی حقایق تک رسائی حاصل کرنا بذات خود ایک حسین سفر ہے ایسا سفر جس میں خود مسافر رہبر بھی ہوتا ہے رہنما بھی ہوتا ہے لیکن باوجود اس کے بھی یہ راہ کے مسافر کی طرح لٹ جاتا ہے، لوٹا جاتا ہے، یا پھر اس پر ڈاکہ ڈالا جاتا ہے ڈاکہ ڈالنے کے اصول منفرد ہوتے ہیں ایسے کہ اس میں نہ ہی چور کی کوئی صورت نظر اتی ہے اور نہ ہی اس رہزن کا کوئی مادی وجود ہوتا ہے بلکہ یہ سب اوہام کی مختلف منزلوں سے گزر کر نہ جانے کب یقین کی زلفوں میں مقید ہو جاتی ہے مگر اکثر اوقات محض تجربات کا حلیہ پہن کر مشاہدے اوہام کی منزلوں سے تو باہر نکل ہی نہیں پاتے ہیں بلکہ اوہامات کی زندگی کے درمیان ہی مر جاتے ہیں اور اس طرح سے یقین کے سلسلے کی یہ کڑی بیچ راستے ہی عدم کی جانب سفر پر رواں ہو جاتی ہے مگر اس شخص کی زندگی بھی مسلسل عزاب بنتی جاتی ہے جو

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

اپنے سینے کے اندران اوہامات کا مقبرہ سجالیتا ہے اور روز کیا ہر پل اس مقبر کی زیات کر کے اپنے وہوموں کی دنیا کو تروتازہ رکھتا ہے اس وہم کو پالنے کے قوانین الگ ہیں، مزاج مختلف، نشان منفرد اور اپنی اپنی بساط کے مطابق ہوتے ہیں۔ کسی کامیاب انسان کو یہ وہم کہ ساری بستی کے لوگ مجھ سے جلتے ہیں یا مجھ سے حسد رکھتے ہیں، محلے کا کامیاب طالب علم اس وہم کو پالتے پالتے اپنی ذہنی صلاحیتوں کو برباد کرتا ہے کہ مجھ سا کوئی قابل طالب علم محلے میں کیا پورے گاوں میں نہیں ہوسکتا، علاقے کا ایک کامیاب بزنس مین اس وہم میں رہتا ہے کہ صرف میرا ہی بزنس پھل پھول سکتا ہے اور باقی عنقریب خاک پر ڈھیر اڈالیں گے، خوبصورت نیز حسین لوگ اپنے حسن کو لیکر وہم وگماں کی کہانیاں رقم کرتے ہیں اور خود کو اس وہم کے حوالے کرتے ہیں کہ وہ زمانے کے یوسف ٹھرے ہیں، بہادر لوگ اپنی بہادری کے چرچوں کو لیکر وہم وگماں کے شکار ہوجاتے ہیں، تخلیق کار اپنے تخلیقی ہنر کو ازماتے ہوئے اندر ہی اندر وہم کی نئ تھوریاں ایجاد کرر ہے ہوتے ہیں، علاقے میں موجود دولت مند لوگ اپنی دولت کو لیکر وہم کی ایسی دنیا قایم کر بیٹھتے ہیں گو کہ ان کے سوا سماج میں باعزت زندگی گزارنے کا حق انکے سوا کسی اور کو نہیں ہے غرض ہر شخص کہی نہ کہی اس وہم کی بیماری میں مبتلا ہے مگر کیا کیجئے گا اس بیماری کا جس کی کوئی دوا ہی دستیاب نہیں بقول شاعر۔

؎ درد ہوتو دوا بھی ممکن
وہم کی کیا دوا کرے کوئی

یگانہ چنگیزی

؎ آرزو لطف طلب عشق سراسر نا کام
مبتلا زندگی دل انہیں اوہام میں ہے

دل شاہجان پوری

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

مگر دنیا میں یہ اصول بھی اپنی جگہ مقرر ہیں کہ وہم اپنی جگہ آخر بنا ہی لیتا ہے اور اگر یوں کہیں کہ مستحکم و مظبوط جگہ بنا لیتا ہے نیز اپنی جگہ بناتے بناتے آدمی کو بیمار بھی بنا لیتا ہے جس کی وجہ سے نئی بیماریاں جنم لیتیں اور بیمار کو شفا خانے کا رخ کرنے کے دوران مالی و جانی نقصان سے بھی گزرنا پڑتا ہے لیکن بہر صورت یقین بھی کسی سے کم نہیں ہے یقین رکھنا اور مکمل یقین رکھنا ہی دراصل انسانی ابادی کی بقا کی ضامن ہے مگر اس یقین تک سالم صورت میں پہنچنا اس تک رسایی کویی معمولی کام نہیں ہے بلکہ ایک انتہایی صبر از ما اور نہایت تکلیف دہ کام ہے نیز مشکل بھی اس یقین کو پالتے پالتے اور پاتے پاتے بندہ خدا کو خاردار منزلوں سے گزرنا پڑتا ہے، سمندروں کے سمندروں میں بعضے غوط زن بھی ہونا پڑتا ہے، آگ کے شعلوں میں سے بھی گزرنا پڑتا ہے، دہکتے انگاروں پر اپنے جسم کو رکھنا پڑتا ہے، کبھی کبھی نہ چاہتے ہوئے بھی بولنا ہی پڑتا ہے اور اکثر اوقات خاموشی اختیار کرنی پڑتی ہے۔

یہ یقین کا سلسلہ اس قدر طاقت ور نہ ہوتا تو آگ بجھ کر گلستان میں تبدیل نہ ہوتی اور ابراہیم کا نام رہتی دنیا تک زندہ نہ رہتا، سمندر کا پانی پختے راستے میں تبدیل نہ ہوتا نیز فرعون کو اپنے اندر ڈبو کر پھر جلا کر روز قیامت تک بطور عبرت نمونہ بنا کر نہ چھوڑتا ، زلیخا کا جھوٹ ثابت نہ ہوتا، صادق کی صداقت ظاہر نہ ہوتی، مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس زندہ نہ بچتے، حضرت نوح کی ناو ساحل سے نہ لگتی، قریش کے لوگوں کو جمع کر کے پہاڈی پر اعلان نبوت نہ کیا جاتا اس نوعیت کے بے شمار واقعات دنیا میں رونماں نہ ہوتے اگر یقین نہ ہوتا مگر سچائی یہ افضل ہے کہ اس یقین کو پایے تکمیل تک پہنچنے کی خاطر ہزار اوہامات سے گزرنا پڑتا ہے بلکہ لڑنا پڑتا ہے ان حالات میں دل بیچارہ بیمار نظر اتا ہے آدمی کا پورا جسم نحیف لگتا ہے اس کی روح پر متزلزل ضرب لگنے شروع ہو جاتے ہیں انسانی جسم کے اندر اور باہر ایک عجیب کیفیت ملتی ہے اور یہ اندرونی جنگ اس شخص کی ظاہری دنیا کو بھی بہت حد تک متاثر کرتی ہے

ڈاکٹر فلک فیروز

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

یہاں تک کہ بے چین و بیقرار رکھتی ہے اور اسکی طبیعت گویا یوں ہوتی ہے۔

؎

طبیعت ان دنوں اوہام کی ان منزلوں پر ہے

دل کم حوصلہ کاغذ کی گیلی کشتیوں پر ہے

حمیرا رحمانؔ

☆☆☆

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

Kashmir Treasure Collection.Digitization by eGangotri

HUSN-E-INTEKHAB

by

Dr. Falak Fayrooz

حسنِ انتخاب فلک فیروز کے انشائیوں اور مضامین کا مجموعہ ہے۔ جس کے ذریعے وہ انسان اور سماج سے جڑے مسائل کو اپنے قلم سے نہ صرف ابھارتے ہیں بلکہ سماج کو آئینہ دکھانے کا کام بھی کرتے ہیں۔ بہت ہی سلیس اور بے تکلف انداز بیان میں ڈاکٹر فلک فیروز گیرائی اور گہرائی سے بھرپور انمول اور اثر انگیز باتیں قارئین تک پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

پروفیسر اعجاز محمد شیخ

صدر شعبہ اردو، لسانیات
یونیورسٹی آف کشمیر، سرینگر۔

فلک فیروز کی انشائیہ نگاری کا قابل تحسین پہلو یہ ہے کہ وہ مزاح کا عنصر نکال لیتے ہیں۔۔۔ ان کے انشائیوں میں دلچسپی نہ صرف پیدا ہوتی ہے بلکہ اختتام تک برقرار رہتی ہے۔

شفیع احمد

انشائیہ نگار / مترجم / مصنف

ISBN : 978-93-95443-13-5

Kitabi Duniya
1955, Gali Nawab Mirza, Mohalla Qabristan,
Turkman Gate, Delhi-110006 (INDIA)
Mob: 9313972589, 8929421423, 8826741174
E-mail:kitabduniya@gmail.com
E-mail:kitabduniya@rediffmail.com